Karl G. Pfander

Pfander Carl Gottlieb(1805-1865)

مفتاح الاسرار

حیاتِ ابدی یہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا اور مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں

قول المسیح

MIFTAH-UL-ASRAR

Key of Mysteries

MIFTAH-UL-ASRAR TREATISE

ON THE

DIVINTY OF CHRIST

AND

DOCTIRNE OF THE HOLY TRINTY

With

Especial Reference to the Objection

Made By

THE MUSLIM'S TO THESE DOCTRINES

By

Rev.C.G.PFANDER ,D.D

مفتاح الاسرار

مصنفه

علامه سی جی فینڈرصاحب

1862

Urdu

September.15.2005

www.muhammadanism.org

کتاب

مفتاح الاسرار

الحمدالله

خدائے حاکم مبارك وواحد بادشاہوں کا بادشاہ
خداوندوں کا خداوند جس کی دائمی ذات کو بقا مخصوص ہے
اورجوایسے ایک نور میں رہتا ہے جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا
اورجس کی پاك ذات ہر ایک آدمی کی نگاہ سے ایسی مہجور
ومستور ہے کہ نہ کسی نے اس کودیکھا اورنہ دیکھ سکتا ہے
اس کو قدرت وعزت ہمیشہ ہو۔آمین۔

لیکن اس خدا نے جو حاضر وغائب اورقدیم وکامل ہے
اپنے تئیں بندوں پر ظاہر کیا اور بڑی مہربانی ورحمت سے
چاہاکہ آپ اُن سے قریب ہوکر انہیں اپنے نزدیك کرے اسلئے ان
کے واسطے انبیاء بھیجے اوراُن کے وسیلے سے اپنا پاك کلام اُن کو
بخشا ہے پس پہلا علم جو حقیقت کے طالب اورخدا کی قربت
کے مشتاق لوگوں کواس دنیا میں زیادہ تر لازم اورسزاوار ہے
سو یہ ہے کہ سچے پیغمبروں کوپہچان کراُن کے کلام سے خدا کی
معرفت حاصل کریں کیونکہ بندے کی سچی اور ہمیشہ کی
نیك بختی خدا کی پہچان پر منحصر ہے لیکن اُس خدا کوجو آن
دیکھا اوردھیان سے دوراورسمجھ سے باہر ہے کوئی پہچان
نہیں کرسکتا مگراُسی کے کلام سے جواُس نے نبیوں کی معرفت
اپنے بندوں کو عنایت کیا ہے اورکلام الہیٰ کی آیتوں سے جو
توریت اورانجیل سے غرض ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ
سارے پیغمبروں سے مسیح نہایت بزرگ ہے پر کوئی حق کا
طالب اورخدا کی معرفت حاصل کرنے کی فکرمیں ہوگا وہ البتہ
بہت کوشش کرے گاکہ مسیح کو اچھی طرح سے پہچان کے
اُس کے مرتبے اورشان کو بخوبی دریافت کرے اورجب کوئی
اس علم لازمی کے حاصل کرنے میں اُس کی مدد کرے تو بے
شك وہ خوش وخرم ہوگا پس خدا کی مدد سے اس رسالے کا
مصنف اس دست گیری کو اُن مسلمانوں کی نسبت جو دل
سے حق کے طالب ہیں عمل میں لائے گا اگرچہ مصنف
خوب جانتا ہے کہ مسلمان لوگ مسیح سے بے خبر نہیں ہیں
اوراس پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں پر اُن کی صحبت اور
اُن کی کتابوں سے یہ بات بھی بندے پر کھل گئی کہ سیدنا

مسیح کے پہچانے اوراُس کے ماننے میں بڑا قصوررکھتے ہیں اس لئے کہ سیدنا مسیح کا درجہ اور پیغمبروں کے برابرسمجھتے ہیں اوراس درجہ میں جو مسیح نے خود بیان کرکے صاف صاف اپنی نسبت ٹھہرایا ہے اُسے نہیں مانتے اورقبول نہیں کرتے ہیں اسی سبب سے ان کا ایمان مسیح کے حق میں ناقص ہے اورمسیحیوں کے ایمان سے بڑا فرق رکھتا ہے کیونکہ مسیحی اُس کو نہ صرف سب پیغمبروں سے افضل بلکہ ساری خلقت سے بہتر جانتے ہیں اوریہی اختلاف قدیم سے اب تک مسلمانوں اور مسیحیوں میں تکرار اور عداوت کا سبب ہوا ہے اوراس لئے کہ یہ تکرار اکثر وقت انجیل اورتوریت کے مضمون کے نہ جاننے اورنہ سمجھنے سے ظاہر ہوئی اورمسیحیوں نے بھی اب تک مسیح کے بلند مرتبے اورشان وشوکت کو خود اُس کے قول اورکلام الہیٰ کی آیتوں سے مسلمانوں کو تفصیل اوردلیل دلائل کے ساتھ نہ سمجھایا پس مصنف نے اس بات کو اپنے اوپر لازم جاناکہ اس رسالے کی تصنیف میں جرات کرکے خدا کی مدد سے سیدنا مسیح کی شان اورالوہیت کے مرتبے کو انجیل اورتوریت کی آیتوں سے ثابت اوربیان کرے اوراپنے مقدوربھر اس جھگڑے کو درمیان سے مٹادے۔

لیکن مسیحی جو سیدنا مسیح کو سارے پیغمبر اورکل مخلوقات سے برتر جان کر الوہیت کے مرتبے میں قبول کرتے ہیں ۔ چاہیے کہ مسلمان اس عقیدہ سے حیران اوراس اعتقاد سے بیزارنہ ہوئیں کیونکہ قرآن میں بھی مسیح کے عالیٰ مرتبے کا اشارہ ہوا ہے جیسا کہ سورہ تحریم میں لکھا ہے کہ " مریم بنت عمران التی احصنت فرجہا فنفحنا فیه من روحنا" یعنی مریم عمران کی بیٹی جس نے اپنی تئیں بچایا پس ہم نے اپنی روح میں اُسمیں س پھونکا۔ اورپھر سورہ نسا میں لکھا ہوا ہے کہ " انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول الله وکلمته الله القہیا الیٰ مریم ورح منه ۔۔۔ یعنی تحقیق مسیح مریم کا بیٹا خدا کا رسول اوراُس کا کلمه ہے جس کو مریم پر ڈالا اوراُس کی روح ہے۔ اب دیکھو کہ قرآن کی ان آیتوں میں مذکورہوا کہ سیدنا مسیح نے اورآدمیوں کی طرح تولد نہیں پایا بلکہ صرف خدا کی قدرت سے بن باپ مریم کے پیٹ سے اس طرح پیدا ہواکہ خدا نے اپنی روح اُس میں پھونک دی اوریہ بھی مسطورہوا کہ

وہ خدا کی روح اوراُس کا کلمہ ہے پس قرآن میں کون سے نبی کےلئے ایسا ذکر ہوا اورکس کے حق میں کہا ہے کہ اس کا کلمہ ہے لہذا قرآن نے بھی مسیح کو سب آدمیوں اور سارے پیغمبروں پر فوقیت دی ہے اوراُس کی الوہیت کے مرتبہ پر اشارہ کیا ہے اوراگر کوئی کہے کہ درحالے کہ قرآن میں جا بجا مسیح کی الوہیت کا انکار ہے تو کیونکر ہوسکتاکہ ان آیتوں میں حضرت محمد نے سیدنا مسیح کی عالیٰ مرتبہ کا اشارہ کرکے گواہی دی ہو سواس کا جواب یہ ہے کہ مسیحی لوگ اُس بات کے بموجب جو لوقا کے پہلے باب کی ۳۵ آیت میں مسیح کی تولد کی بابت مرقوم ہوئی ہے اعتقاد رکھتے ہیں کہ سیدنا مسیح بے باپ روح القدس سے پیدا ہوا اوریوحنا کے پہلے باب کے مضمون بموجب مسیح کو کلمتہ اللہ کہتےہیں اوراسی باب میں جو کہا گیا ہے کہ وہ کلمہ خدا تھا اورہر ایک چیزاُسی سے پیداہوئی ہے تواس جہت سے کلمتہ اللہ کے لفظ کا اشارہ مسیح کی الوہیت پر ہے حضرت محمد نے مسیحیوں سے یہ عبارت سن کراُن کی خاطر داری کےلئے قرآن میں لکھ دیا اوربغیر جانے بوجھے ہمارے مطلب کی گواہی دی ہے اور قرآن کی مذکورہ آیتوں کے مضمون بموجب جیلانی جو اہلِ اسلام میں ایک فاضل شخص ہے کہتا ہےکہ عیسیٰ کا تعین باطن کی نسبت احدیت جمع حضرت الہیت کا ہے اسی سبب سے روح اللہ کہلایا ہے کیونکہ روح کامل سے ہے کہ خدا کے کل اسم کا مظہر ہے۔ خلاصہ یہ آیات اوریہ مقامات ہم نے اس لئے ذکر نہیں کئے کہ گویا مسیح کی الوہیت ثابت کرنے میں ہمیں قرآن کی آیتیں درکارہیں بلکہ صرف مسلمانوں کی خاطر داری کےلئے ذکر کی ہیں مسیح کی الوہیت کی دلیل کے واسطے تو توریت وانجیل کی آیتیں کافی ہیں اوراُس کا رتبہ عالی اورالوہیت کا مرتبہ اُن میں ایسا واضح وبیان ہوا ہے کہ اُن کے مضمون سے بہ یقین تمام ثابت ومدلل ہوتا ہے چنانچہ ہم خدا کی مدد سے بیان کرینگے اوراس لئے کہ انجیل کی وہ تعلیم جسے مسیحی تثلیث کہتے ہیں مسیح کی الوہیت کی تعلیم سے علاقہ کلی رکھتی ہے پس ذات الہیٰ کے اُس بھید کی تفصیل کو بھی اس مقالہ میں پیوستہ کرینگے۔

لیکن ان باتوں کے ثابت کرنے کو انسان کی عقل اوراس جہان کے علموں سے دلیل نہ لائینگے بلکہ صرف مسیح کے

کلام اورانجیل وتوریت کی واضح آیتوں سے کیونکہ مسیح کی
الوہیت اورتعلیم تثلیث خدا کی ذات کے بھیدوں میں سے ہیں
اورانسان کی عقل میں یہ قوت اورطاقت نہیں ہے کہ خدا کے
بھیدوں بےپایان گہرائی کو پہنچ کر اُنہیں دریافت کرسکے وہ تو
عقل کے زیر حکم نہیں ہیں ۔پس ظاہر ہے ! کہ آدمی اپنی عقل
سے اُن بھیدوں کے رد وقبول کی بابت دلیل نہیں لا سکتا آیا
ہوسکتا ہے کہ آدمی اپنی ضعیف عقل سے خدا کی پاک ذات
کے بے انتہا گہراؤں کو دریافت کرکے اُس تاریکی کو جو اس کی
پاک ذات پر محیط ہے عقل کی روشنی سے روشن کرے
حالانکہ انسان کو اتنی قوت بھی نہیں کہ اپنی عقل کی روشنی
سے اپنے وجود محدود کی تاریکی کو دورکرکے اپنی ہستی کا بھید
جیساکہ چاہیے بیان کرے یا دوسرے شخص کے باطن کو
سمجھے جیسا کہ اگر کوئی سورج کی طرف دیکھے تو اُس کی
آنکھوں میں اندھیرا آجاتا ہے ویسا ہی انسان کی عقل کو جب
اصلی آفتاب کی پاک ذات کے دریافت کا ارادہ کرے محض
تیرگی حاصل ہوگی کیونکہ اُس آفتاب کے جلال کے دریا سے
سورج چاند اورستارے قطرے اوراُس کی عظمت کی ہوا میں
ذرے ہیں اورجس طرح کہ ایک حکیم نے اگلے زمانے میں اس
سوال کے جواب میں کہ خدا کیا ہے اقرارکیا کہ جتنی میں زیادہ
فکر کرتا ہوں اتنا ہی کمتر کہہ سکتا ہوں اُسی طرح اب بھی ہر
ایک عقال ودانا اسی بات کا مقرہوگا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اگرحق تعالیٰ اپنی پاک ذات کی
بابت اپنے کلام میں کچھ بیان نہ فرماتا تو انسان بھی اُس کی
نسبت یقین سے کچھ نہ کہہ سکتا اورباوجود کہ خدا نے اپنے
کلام میں اپنے تئیں بیان کیا ہے توبھی آدمی کو یہ تاب وطاقت
نہیں کہ جو کلام ربانی میں ذکر ہوا اُس سے زیادہ بیان وظاہر
کرے بلکہ حق یہی ہے کہ جتنا کچھ سارے حکیموں نےا پنی
عقل سے خدا کی پاک ذات کی بابت اب تلک کہا ہے اورآگے
کہینگے خدا کا کلام اورمسیح کا قول اُن سب سے معتبر ہے لیکن
پوشیدہ نہ رہے کہ ایسا گمان ہوتا بلکہ ممکن معلوم دیتا ہے
کہ خدا کلام میں ایسے مطلب بیان اور خدا کی پاک ذات کے
مقدمے میں ایسے نکتے ظاہر وعیاں ہوں جن کے ادراک میں
انسان کی کوتاہ کمزورعقل عاجز ولا چار ہے کیونکہ انسان اُس
ذات قدیم او رحکمت مطلق کو بالکل نہیں سمجھ سکتا سوا

اس کے انسان کا احوال ایسے انداز پر ہے کہ عالم سفلی میں
سب علموں کو نظرت الاولیٰ اورانصفام سے یعنی چیزوں کے
دیکھنے اوراُن پر خیال کرنے سے حاصل کرتا ہے اوریونہیں علم
الٰہیٰ کو بھی مثلاً قدرت اور حکمت سے جو موجودات میں
ظاہر ہیں اور عقل اورمحبت اور عدالت اورحمت وغیرہ
صفتوں سے جو انسان میں پائی جاتی ہیں خالق کی طرف کھوج
لیجا کر اوراُن صفتوں کو بطریق مطلق اُس پر اطلاق کرکے
صرف اسی طرح سے خدا کی اُن صفتوں کو ہم تصور میں
لاسکتے ہیں لیکن عقلمندوں سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اُس عالم
میں ایسی بہت چیزیں اورخدا کی پاک ذات میں بھی ایسے
بیشمارنکتےہ یں جن سے انسان بے خبر ہے اورجنکی تشبہیں
اورمثالیں موجودات میں نہیں پائی جاتی ہیں اورجو خدا تعالیٰ
اُن نکتوں اوراُن بھیدوں کو جو خاص اُس کی ذات کے ہیں اپنے
بندوں پر ظاہر بھی کردے تب بھی ہم لوگ اُن کو جیسا کہ
چاہیے نہیں سمجھ سکینگے بلکہ ممکن بھی نہیں کہ جب تک ہم
اس دنیا میں ہیں ایسے بھید ہم پر بالکل آشکارا اورواضح کئے
جائیں کیونکہ اُن کی تمثیلیں اور تشبیں اُس عالم میں دیکھی
نہیں جاتیں تاکہ اُن کو مشاہدہ کرکے اُن نکتوں اور رازوں کا
کھوج لگاسکیں مثلاً جو شخص جنم کا اندھا ہو وہ سورج کی
روشنی سے بالکل بے خبر ہوگا اور اگرچہ مقدور بھر سورج
اوراُس کی روشنی کو کھول کھول کراُس کےآگے بیان کریں توبھی
وہ جیساکہ چاہیے نہ سمجھیگا اورناممکن ہے کہ سورج اور
روشنی اوربصارت کو درستی اورخوبی سے اپنے ذہن میں لائے
پس مسیح کی الوہیت اورخدا کی پاک ذات کی تثلیث بھی ایسی
ہیں وہ خدا کی پاک ذات کے اُن بھیدوں میں سے ہیں جن کی
تشبہیں موجودات میں نہیں پائی جاتی ہیں اوراسی سبب سے
آدمی اُن کے پہچاننے اوربیان کرنے سے لاچار ہوجاتا ہے
اورجب تک ہم اس دنیا میں ہیں محال ہے کہ وہ بھید تماماً
وکاملاً ہم بندوں پر کھولے جائیں۔

پس جو کوئی اس سبب سے کہ وہ بھید عقل کی دریافت
سے باہر ہیں اُن کا منکر ہوئے تو فی الحقیقت اس اندھے کی
مانند ہوگا جو سورج اورروشنی کو نہ دیکھے اوراپنی عقل سے نہ
سمجھنے کے سبب انکارکرے اوروہ شخص جواُن چیزوں کا
جن کو اپنی عقل سے سمجھ نہیں سکتا۔ منکر ہوئے اوراللہ

کے کلام کے اُن مطلبوں اورتعلیموں سے جو عقل کے حکم سے
خارج اور ادراک کے احاطے سے باہر ہیں انکار کرے تو وہ اپنی
ناقص عقل کو خدا کے کلام پر ترجیح بلکہ اپنی بے اندازہ
مغروری میں اپنے تئیں خدا پر بھی برتری دیتا ہے کیونکہ
شیطان سے آلودہ ہوکر اپنے دل میں ایسا خیال کرتا ہے کہ گویا
معاذ اللہ خدائے حکیم مطلق کو معرفت اور حکمت میں اُس
پر زیادتی نہیں اور خدا اس بات پر قادر نہیں کہ ایسے مطلبوں کو
اپنے کلام میں بیان کرے جن کے سمجھنے سے آدمی کی عقل
عاجز رہ جائے پوشیدہ نہ رہے کہ ایسے آدمی کو ضرور پڑیگا کہ
خدا کا بھی منکر ہو اس لئے کہ اُس کی ذات اوروجود سمجھ
اوروہم وخیال سے باہر ہے بلکہ چاہیے کہ اپنی ہستی کا بھی
انکار کرے کیونکہ اب تک نہیں سمجھا اورنہ آگے کو سمجھ
سکیگا کہ خدا نے اُسے ماں کے پیٹ میں کس طرح بنایا اوراس
کی روح کی کیفیت کیا ہے اوراسکا علاقہ بدن سے کس طرح ہے
اورچاہیے کہ ایسا شخص ہزاروں چیزوں کا انکار کرے اگرچہ ہر
دم اُس کی نظر میں آتی ہیں اورجن کی ہستی اُس پر اظہر من
الشمس ہے کیونکہ اُن کی بھی ذات اورباطنی قول وافعال کو
نہیں سمجھ سکتا کیا کسی عارف نے کھوج لیجا کر دریافت کیا
ہے کہ کس طرح سے ممکن ہے کہ ایک چھوٹے دانے سے بڑا
سا درخت نکلے اور ہزاروں دانے اُس میں لگیں اورہر ایک
دانے میں پہلے دانے کی سی قوت ہو کہ ہزاروں اوردرخت پہلے
درخت کی طرح اُگیں اورکس شخص کو اس نکتے کے ظاہر کرنے
کی طاقت ہے کہ کس سبب سے ایک ہی زمین اورہوا اورسورج
اورمینہ کی قوت اورتاثیر سے مختلفہ نباتات اوررنگ برنگ
کے پھول اور طرح طرح کے درخت اورپھل اُگتے ہیں جن کی
صورت اوررنگ اورخاصیت اورقوت میں ایک دوسرے
سے نہایت فرق ہوتا ہے پھر اس بھید کو کس شخص نے بیان
کیا ہے کہ انسان اپنی چھوٹی سی آنکھ سے سارے عالم کو
دیکھتا ہے اورکھانا جو کھاتا ہے اُس کے بدن کو کس طرح سے
تروتازہ رکھتا ہے اورہر عضو کو مخصوصہ وقت دیتا ہے کیا
کسی دانا نے اپنی عقل سے دریافت اوربیان کیا ہے کہ زمین اور
سورج اور چاند اور ستارے باوجود اپنی بزرگی کے کس طرح
ہوا میں بے ستون لٹکتے ہوئے گردش کرتے ہیں ایسا کہ اول
کے دن سے اب تک اپنی حدود معینہ سے تجاوز نہ کرکے برابر

گردش میں ہیں کیا یہ سب نکتے اور بھید ایسے نہیں ہیں جن دریافت کرنے میں انسان کی کوتاہ عقل عاجز رہے اور ایسے بھیدوں کو حق تعالیٰ نے موجودات میں حساب اورانداز ے سے زیادہ ظاہر وبیان فرمایا ہے پس کچھ تعجب نہیں جو خدا اپنے الہامی کلام میں بھی ایسے بھیدوں اور مطلبوں کو ظاہر وبیان کرے جو انسان کی عقل کی دریافت سے باہر ہیں بہر حال جو کوئی نہ سمجھنے کے سبب خدا کے اسرار کا معتقد نہ ہوئے اورکلام ربانی کو اس سبب سے کہ وہ اسرار اُس میں بیان ہوئے ہیں قبول نہ کرے سو حماقت کلی اور بڑا گناہ کرتا ہے ایسی نادنی اور غرور ہر عقلمند اور دانائے حق جو سے دور ہوئے اُس کو یہی سمجھ لینا کافی ہے کہ خدائے علیم وحکیم نے ایسے بھید جواُس کی پاك ذات کے خاص ہیں اپنے کلام میں بیان فرمائے ہیں اوراُن کا معتقد ہونا اور قبول کرنا بندوں پر واجب اورلازم ہے اگرچہ بالکل سمجھ میں نہ آتے ہوں۔

اب کہ ہم نے اس گفتگوئے لازمہ سے فراغت پائی توابواب کی تحریر شروع کرکے انجیل وتوریت کی آیتوں سے ثابت کرینگے کہ سیدنا مسیح کی الوہیت اورخدا کی پاك ذات کی تثلیث کی تعلیم فی الحقیقت اُن کتابوں میں واضح اور صریح بیان ہوئی ہے اوراگرکسی کو یہ گمان ہو کہ شاید انجیل اور توریت تحریف اورمنسوخ ہوئی ہوں تو اُس کو کتاب میزان الحق کے پہلے باب کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ اس جواب اس جگہ ادا کیا گیا ہے اب تعلیمات مذکورہ کے مطالب کو دوباب پر تقسیم کرکے پہلے باب میں سیدنا مسیح کی الوہیت بیان اورثابت کرینگے اوردوسرے باب میں تثلیث کی تعلیم فصل بیان کرینگے لیکن جس حالت میں کہ صرف خدا انسان کے ناپاك دل اوراُس کی تاریکی عقل کو روشن کرکے آدمی کو روحانی مطالب کا اعتقاد اورفہمید بخش سکتا ہے پس تمنا یہی ہے کہ وہ اپنی بڑی مہربانی اورعنایت سے تجھ پڑھنے والے کو بھی اپنے نور سے مذکورکرکے حقیقت کی طرف ہدایت فرمائے کیونکہ آدمی جب تك عالم بالا سے منورنہ ہوئے خدا کے کاموں اورروحانی باتوں نہیں سمجھ سکتا جیسا کہ انجیل یعنی پہلے کرنتھیوں کے دوسرے باب کی ۱۴سے ۱۵ آیتوں میں ذکر ہے کہ " نفسانی آدمی خدا کی روح کی باتوں کو نہیں قبول کرتا کہ وہ اس کے آگے بیوقوفیاں ہیں اورنہ کہ اُن کو

جان سکتا ہے کیونکہ وہ روحانی طورپر بوجھی جاتی ہیں اوروہ جو روحانی ہے سو سب باتوں کو دریافت کرتا ہے"۔ اوراس لئے کہ خدا اپنی بڑی محبت اورعنایت سے یہ چاہتا ہے کہ سارے آدمی نجات پائیں اور راستی کی شناخت کو پہنچیں جیساکہ پہلے تیمتھیس کے دوسرے باب کی ۴آیت اورانجیل کی اورآیتوں میں لکھا ہے پس یقیناً تجھ کو بھی جس وقت توحق کا طالب ہوگا ہدایت کا نورعنایت فرما کے اورحقیقت کی راہ دکھاکر تیرے دل کو روشن کرے گا اُس حالت میں تو ان ورقوں کے مطالب کو راستی اوردرستی سے سمجھ سکیگا اور سیدنا مسیح کو اس کے خاص مرتبے پر قبول کرکے اوردل سے اُس پر ایمان لا کے نجات پا ئے گا۔

پہلا باب

سیدنا مسیح کی الوہیت کے بیان میں

اس باب کو تین فصلوں پر تقسیم کرکے پہلی فصل میں سیدنا مسیح کی الوہیت خود اُسی کے کلام سے اور دوسری فصل میں انجیل کی اورآیتوں یعنی حواریوں کی باتوں سے بیان اورثابت کرینگے اورتیسری فصل میں اس بات کا ثبوت کرینگے کہ توریت کی آیتوں میں بھی سیدنا مسیح کی الوہیت کا اشارہ ہوا ہے۔

پہلی فصل

سیدنا مسیح کی الوہیت کے بیان وثبوت میں خوداُسی کے کلام سے

اگر سیدنا مسیح فی الحقیقت الوہیت کے مرتبے میں تھے توبے شک اُس نے آپ اس مرتبے کو اپنے ساتھ منسوب کیا ہوگا تاکہ لوگوں کے دل میں کچھ شک وشبہ باقی نہ رہے کہ اُس نے آپ اپنی الوہیت کا اقرارکیا اورایسا ہی واقع بھی ہوا

کیونکہ مسیح نے نہ صرف اپنے شاگردوں ہی سے بلکہ بہت
دفعہ یہودیوں اوراُن کے معلموں کے آگے بھی جو اُس کے
دشمن تھے صریحاً اپنی الوہیت کے مرتبے کا بیان اوراقرارکیا
ہے ایسا کہ وہ انہیں باتوں کے سبب اُس کے قتل اورسنگسار
کرنے کا ارادہ کرتے تھے چنانچہ یہی مطلب انجیل کی آئندہ
آیتوں سے ظاہر ہوا اورمعلوم ہوگا اس ترتیب سے کہ اول ہم
اُن آیتوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے ضمن میں فرشتہ نے
اورایک آسمانی آواز سے اُسے خدا کا بیٹا کہا ہے ثانیا اُن
مقاموں کو بیان کرینگے جن میں آپ مسیح نے اپنی ابنیت کا
اقرارکیا ہے ثالثا اُن مواضع کوظاہرکرینگے جن میں مسیح نے
اپنے تئیں الوہیت کی صفات اورخدا کے لفظ سے منسوب کیا
ہے سو پہلے تو خدا کے فرشتہ اورآسمانی آوازکا حال تو سن
لے کہ جبرئیل خدا کی طرف سے ناصرہ شہر میں مریم کے
پاس بھیجا گیا کہ سیدنا مسیح کے پیدا ہونے کی خوش خبری
اُسے پہنچائے تب جبرئیل نے اُس سے کہا کہ" دیکھ توپیٹ
سے ہوگی اوربیٹاجنیگی اوراُس کا نام عیسیٰ رکھنا وہ بزرگ ہوگا
خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائیگا اورخداوند خدا اُسکے باپ داؤد کا
تخت اُسے دے گا اوروہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت
کرے گا اوراُس کی بادشاہت آخرنہ ہوگی تب مریم نے فرشتے
سے کہا یہ کیونکر ہوگا جس حال میں میں مرد کو نہیں جانتی
فرشتہ نے جواب میں اُسے کہا کہ روح القدس تجھ پراُتریگا اور
خدا تعالیٰ کی قدرت کا تجھ پر سایہ ہوگا اس سبب سے وہ پاک
لڑکا خدا کا بیٹا کہلائیگا۔ جیساکہ لوقا کے پہلے باب کی ۳۱ آیت
سے ۳۵ تک لکھا ہے اوراسی طرح جب سیدنا مسیح شہر بیت
لحم میں پیدا ہوا تب خداوند کا فرشتہ چرواہوں پر جوبیابان
میں تھے نازل ہوا اوراُس کے پیدا ہونے کی خوشخبری اُن کو
پہنچاکر کہاکہ " تم مت ڈرو کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی
خوش خبری سناتاہوں جو سب لوگوں کے واسطے ہے کہ داؤد
کے شہر میں آج تمہارے لئے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا
ہے وہ مسیح خداوند ہے اورایک بارگی اُس فرشتے کے ساتھ
آسمانی لشکر کی ایک جماعت خدا کی تعریف کرتی اورکہتی
ہوئی ظاہر ہوئی کہ خدا کوآسمان پر تعریف اورزمین پر
سلامتی اورآدمیوں سے رضامندی ہوئے ۔جیسا لوقا کے
۲باب کی ۱۰سے ۱۴ آیتوں میں لکھا ہے اورجس وقت سیدنا

مسیح نے حضرت یحییٰ سے غسل تعمید پایاآسمان سے ایک
آواز ائی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھ سے میں راضی ہوں۔
جیساکہ لوقا کے ۳باب کی ۲۱سے ۲۲آیتوں میں لکھا ہے پھر
ایک دن یسوع نے اپنے کئی ایک شاگردوں کے ساتھ ایک اونچے
پہاڑ پر چڑھ کر اپنی الوہیت کا جلال اُن کے سامنے ایسا روشن
اورنمودارکیا کہ اُس کا منہ سورج کی مانند نورانی اوراُس کا لباس
نورکی طرح سفید اوربُراق ہوگیا اورموسیٰ اورالیاس وہاں حاضر
اوراُن سب پر ظاہرہوئے تب بادل سے آوازآئی کہ یہ میرا پیارا
بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں تم اُس کی سنو۔ چنانچہ یہ
بات تفصیلاً متی کے ۱۸باب کی ۵آیت میں لکھی ہے"۔ ثانیا
جیساکہ فرشتہ نے اورآسمانی آواز نے مسیح کو خدا کا بیٹا
کہا ہے اسی طرح مسیح نے خود بھی اکثراوقات خدا کے بیٹے
کا لفظ اپنے ساتھ منسوب کیا ہے مثلاً ایک باراپنے شاگردوں
سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں کہ میں جو ابنِ آدم ہوں کون
ہوں انہوں نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ تویحییٰ اصطباغ دینے
والا ہے بعض الیاس اوربعض یرمیاہ یا ایک نبیوں میں سے اُس
نے اُن سے کہا کہ پر تم کیا کہتے ہو کہ میں کون ہوں شمعون

پتھر نے جواب میں کہا تو مسیح زندہ خداکا بیٹا ہے۔
جیساکہ متی کے ۱۶باب کی ۱۳آیت سے ۱۶آیت تک مسطور
ہے پوشیدہ نہ رہے کہ مسیح نے اس بات میں پتھر کو منع نہ
کیا اورظاہر ہے کہ اگر اپنے تئیں خداکا بیٹا بن جاتا تو ضروراُس
کو منع کرتا لیکن منع کرنے کے بدلے اس نے ایسا فرمایاکہ" اے
شمعون بریوناہ مبارک تو کیونکہ جسم اورخون نے نہیں بلکہ
میرے باپ نے جوآسمان پر ہے تجھ پریہ ظاہرکیا۔ جیساکہ
اسی باب کی ۱۶آیت میں لکھاہے کہ پھر یوحنا کے ۹باب کی
۳۵سے ۳۸آیت تک مرقوم ہے کہ مسیح نے اس اندھے سے
جسے بیناکیا تھا پوچھا کہ "کیا خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے اس
نے جواب میں کہا کہ اے خداوند وہ کون ہے کہ میں اس پر
ایمان لاؤیسوع نے اس سے کہا کہ تو نے اسے دیکھا ہے اوروہ
جو تجھ سے بولتا ہے وہی ہے اس نے کہا اے خداوند میں
ایمان لاتاہے اوراس اسے سجدہ کیا ۔ پھر یوحنا ۱۰باب کی
۳۶آیت میں ذکر ہے کہ مسیح نے یہودیوں سےپوچھاکہ " تم
اسے جسے خدا نے مقدس کیا اورجہان میں ھیجا کہتے ہو کہ تو
کفربکتاہے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اورجب

یہودی یسوع کو پکڑ کے اپنے مجمع میں لائے اوراس سے پوچھا
کہ کیا تومسیح ہے ہم کو خبر دے اُس نے جواب دے کر کہا
کہ " اب سے آدمی کا بیٹا خدا کی قدرت کے دہنے ہاتھ پر بیٹھا
رہے گا سب نے کہا پس کیا تو خد کا بیٹا ہے اس نے اُن سے کہا
تم ٹھیک کہتے ہو کہ میں ہوں۔ جیساکہ لوقا ۲۲باب کی ۶۹تا
۷۰ آیتوں میں لکھا ہے جاننا چاہیے کہ اصل یونانی عبارت کے
موافق ان لفظوں کے معنی کہ تم ہی کہتے ہو کہ میں ہوں یہ
ہیں کہ ہاں میں وہی ہوں پس خوب ظاہر ہے کہ مسیح نے
صاف صاف اقرارکیا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں ۔ ثالثا مسیح نے
خدا کی ذات وصفات اورلفظ خدا کو بھی اپنے ساتھ نسبت دیا
ہے۔ چنانچہ آیتوں سے معلوم وثابت ہوتا ہے اوراس بات
سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ایسے معنی سے خدا کا بیٹا نہیں ہے
جس معنی سے متقی پرہیزگار ایماندار لوگ خدا کے فرزند کہے
جاتے ہیں بلکہ اس معنی سے خدا کا بیٹا ہے کہ صفات وذات
میں خدا کے برابر ہے پرہیزگار ایماندار لوگ تواپنے ایمان کی
جہت سے خدا کے بیٹے ہیں لیکن مسیح وحدت ذات کی
نسبت خدا کا بیٹا ہے چنانچہ مسیح نے اپنی الوہیت کا اشارہ
کرکے یوحنا ۸باب کی ۲۳آیت میں یہودیوں سے ایسا فرمایا کہ "
تم پستی سے ہو میں بلندی سے ہوں تم اس جہان کے ہو میں
اس جہان کا نہیں ہوں۔ اور اسی باب کی ۵۸آیت میں
فرمایا ہے کہ " پیشتر اس سے کہ ابراہیم ہو میں ہوں۔ اوراس
بات کو بیان کرکے یوحنا ۱۶باب کی ۵آیت میں کہا ہے کہ اے
باپ اب تو مجھے اپنے ساتھ اُس جلال سے جو میں دنیا کی
پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا بزرگی دے۔ اور
مکاشفات کے پہلے باب کی ۱۱آیت میں فرمایا ہے کہ " میں الفا
اوراومیگا اول اورآخر ہوں۔ اب ان آیتوں میں مسیح صاف
بیان کرتا ہے کہ میں آسمان سے اترا اورابراہیم سے پیشتر بلکہ
سارے عالم کے پیدا ہونے سے پہلے موجود اوراول وآخر ہوں
پس ظاہر وعیان ہے کہ مسیح قدیم اورازلی ہے پھر متی کے
۱۱باب کی ۲۶آیت میں اس نے فرمایا کہ " میرے باپ نے سب
کچھ مجھے سونپا اوربیٹے کو کوئی نہیں جانتا مگر باپ اورباپ کو
کوئی نہیں جانتا مگر بیٹا اوروہ جس بیٹا اُسے ظاہر کیا چاہتا۔
یعنی بیٹا کاشف ذات ہے پھر متی کے ۲۸باب کی ۱۸آیت میں
اُس نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ " آسمان اور زمین کا سارا

اختیار مجھے دیا گیا ۔یعنی انسانیت کی نسبت یہ سب اختیار
اُسے دیا گیا تھا اورالوہیت کی رو سے وہ اس حکومت کے لائق
تھا۔اورایسے ہی یوحنا کے ۵باب کی ۱۸، ۱۹ ، ۲۱، ۲۲ ، ۲۸ ، ۲۹
آیتوں میں مسیح نے اپنی الوہیت ظاہر کرنے کےلئے
یہودیوں سے کہا ہے کہ میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اورمیں
بھی کام کرتاہوں میں تم سے سچ سچ کہتاہوں کہ بیٹا آپ سے
کچھ نہیں کرسکتا مگر جوکچھ کہ وہ باپ کوکرتے دیکھتا ہے بیٹا
بھی اُسی طرح وہی کرتا ہے۔ یعنی بیٹا باپ کے ساتھ ایسا ایک
اورمتحد ہے کہ ممکن نہیں کہ کچھ اورکرے مگروہی جوباپ
کرتا ہے اوربیٹا ارادات اور قدرت اورذات میں باپ کے ساتھ
ایک ہے پھر کہاکہ " جس طرح کہ باپ مُردوں کو اٹھاتا
اورجلاتا ہے بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے جلاتا ہے اورباپ کسی
شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اُس نے ساری عدالت بیٹے کو
سونپ دی اس سے تعجب مت کروکیونکہ وہ وقت آتا ہے
جس میں وہ سب جو قبروں میں ہیں اس کی آوازسنینگے جنہوں
نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے نکلینگے اورجنہوں
نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کےلئے نکلینگے ۔ اب دیکھو کہ
ان آیتوں میں مسیح نے قادریت اورعالمیت کی صفتوں کو
کھلا کھلی اپنے ساتھ منسوب کیا ہے کیونکہ جس صورت میں
یہ کہتا ہے ہے کہ جوکچھ باپ کرتا ہے میں بھی وہی کرتاہوں
اورمُردوں کو جلاتاہوں اورزمین اورآسمان میں ساری قدرت
مجھے دی گئی ہے اورباپ یعنی ذات کو جانتاہوں اورقیامت
کے دن کاحاکم میں ہوں تو ان سب باتوں سے ظاہر ہے کہ
مسیح نے اپنے عالم اورقادر ہونے کا اقرار کیا ہے کیونکہ جو
کوئی وہی کام کرے جو خدا کرتا ہے اورجس کا حکم ساری زمین
اورآسمان پر ہوئے چاہیے کہ قادرہو اورجو کوئی قیامت کے
دن ساری خلقت کا حاکم اوراُن کی سب فکروں اورکاموں سے
واقف ہو چاہیے کہ وہ عالم ہوئے اوریہ کہ مسیح نے آیات
مذکورہ میں اپنی الوہیت کا اشارہ کیا ہے اس بات سے بھی
معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے اُن باتوں کو سن کر اُس کے قتل
کا ارادہ کیا جیسا کہ یوحنا کے ۵باب کی ۱۸آیت میں لکھا ہے
کہ" تب یہودیوں نے اوربھی زیادہ اُس کا قتل کرنا چاہا کیونکہ
اُس نے خدا کو اپنا باپ کہکر اپنے تئیں خدا کی برابرکیا۔ اورایسا
ہے متی کے ۱۸باب کی آیت ۲۰ میں مسیح اپنی الوہیت کا

اشارہ کرکے کہتا ہے کہ " جہاں کہیں دویا تین میرے نام پر اکھٹے ہوں وہاں میں اُن کے بیچ ہوں" اور صعود کے وقت جب اپنے شاگردوں کو حکم دیا تھاکہ سارے عالم میں جاکر میرا کلام سب سے بیان کرکے تعلیم دوتب ایسا کہا کہ" دیکھو میں زمانہ کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں۔ جیساکہ متی ۲۸باب کی ۲۰آیت میں لکھا ہے پس اس سے کہ مسیح نے اپنے صعود کے وقت یہ بات فرمائی ظاہر ہے کہ اس کا حاضر ہونا جسمانی نہیں بلکہ روحانی طورپر ہوگا اوراس حال میں کہ یہ وعدہ کہ انتہائے عالم تک میں تمہارے ساتھ ہوں نہ صرف ایک سے بلکہ سارے شاگردوں اورایمانداروں سے کیا ہے توظاہر ہے کہ ان باتوں سے اوراگلی آیت سے بھی اُس نے حاضریت کی صفت کو اپنے ساتھ منسوب کیا خلاصہ ان آیتوں میں مسیح نے خدائی ذات وصفات کو ایسا صریحاً اپنے ساتھ نسبت کیا ہے کہ رد کے قابل نہیں ہے اورمابعد کی آیتوں میں تو ماقبل سے واضح تر اپنے تئیں ذات الہیٰ کے ساتھ موصوف ومنسوب کیا ہے چنانچہ یوحنا کے ۱۱باب کی ۲۵آیت میں فرمایا ہےکہ " قیامت اور زندگی میں ہوں"

اوریوحنا کے ۱۰باب کی ۳۰آیت میں کہا کہ " میں اورباپ ایک ہیں" اورپھر یوحنا کے ۱۴باب کی ۹ سے ۱۱آیت تک مسیح نے فیلپس کو فرمایاکہ جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا اورتوکیونکر کہتا ہے کہ مجھے باپ دکھلا کیا تو یقین نہیں کرتا کہ میں باپ میں ہوں اورباپ مجھ میں ہے یہ باتیں جو میں تمہیں کہتاہوں میں آپ سے نہیں کہتا لیکن باپ جو مجھ میں رہتا ہے وہ یہ کام کرتا ہے میری بات یقین کروکہ میں باپ میں ہوں اورباپ مجھ میں ہے۔ اوراسی وحدانیت کی نسبت جو مسیح نے ان آیتوں میں اپنے ساتھ منسوب کی ہیں اورجس کے سبب باپ کے ساتھ یعنی خدا کے ساتھ ذات میں ایک ہے اُس نے ہم بندوں پر واجب کیاکہ جیسا باپ کو ویسا ہی اس کو بھی مانیں اوراس کی عبادت اوربندگی کریں جیسا کہ یوحنا کے ۵باب کی ۲۳آیت میں لکھا ہے کہ مسیح نے فرمایاکہ " سب جس طرح سے کہ باپ کی عزت کرتے ہیں بیٹے کی عزت کریں وہ جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا باپ کی جس نے اُسے بھیجا ہے عزت نہیں کرتا۔ اورعلاوہ اس کے مسیح نے خدا کا لفظ بھی اپنے ساتھ منسوب کیا ہےیعنی اپنے قیام

کے بعد توما کو جو اس کے شاگردوں میں سے تھا اجازت دی کہ اُسے خدا کہے جیساکہ یوحنا کے ۲۰باب کی ۲۸ سے ۲۹آیتوں میں لکھا ہے یعنی جب شاگردوں نے توما سے کہا کہ مسیح نے قیام کیا ہم نے اُسے دیکھا ہے تب اُس نے انہیں کہا کہ میں جب تک میخوں کا نشان اُس کے ہاتھ میں نہ دیکھوں اوراپنی انگلی میخوں کے نشان میں نہ ڈالوں اوراپناہاتھ اُس کی پسلی میں نہ رکھوں تب تک باورنہ کرونگا آٹھ دن کے بعد مسیح نے پھر ان پر ظاہر ہوکے توما سے کہاکہ اپنا ہاتھ پاس لا اور میری پسلی ٹٹول اوربے ایمان مت ہو بلکہ ایمان لا تب توما نے سجدہ کرکے کہا کہ " اے میرے خداوند اے میرے خدا! اب اس صورت میں کہ مسیح نے اس کومنع نہ کیا بلکہ یوں فرمایاکہ اے توما اس لئے کہ تو نے مجھے دیکھا ہے ایمان لایا مبارک وہ ہے جنہوں نے نہیں دیکھا اورایمان لائے ۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اپنی الوہیت کا اشارہ کرکے اپنے تئیں خدا کہلانا زیادتی نہ جانا۔

اگر کوئی کہے کہ درحالے کہ کتب مقدسہ میں ایمانداروں کے مسیح اور خدا کے ساتھ متحد ہونے اور بزرگوں کو تعظیمی سجدہ کرنے کا اشارہ ہے اور اللہ کا لفظ حکیموں کے ساتھ بھی منسوب ہوا ہے توآیات مذکورہ میں مسیح بھی شائد انہیں معنوں سے خدا کے لفظ کے ساتھ موصوف ہوا ہو اورعزت وسجود سے بھی صرف تعظیمی سجدہ مراد ہو اوران الفاظ کے معنی کہ میں اورباپ ایک ہوں ویسے ہی اتحاد ومحبت کا اشارہ ہو جیسا ایمانداروں میں اورخدا میں واقع ہے تو اس کا جواب یہ ہی ہے کہ مسیح نے اپنے تئیں الوہیت کی صفات سے موصوف کیا ہے جیساکہ بیان ہوا پس اس سے صاف ظاہر وثابت ہوتا ہےکہ مسیح کا خدا کے ساتھ باطنی علاقہ جو ہے سووہ صرف اتحاد اور محبت اورارادت ہے کہ راہ سے نہیں ہے بلکہ وحدت ذات سے ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگرمسیح کی باطنی ذات خدا کی ذات نہ ہوتی تو وہ اپنے تئیں ذات کی صفات سے موصوف کرسکتا لہذا واضح ہے کہ وہ عزت بھی جو مسیح نے اپنے لئے ٹھہرا کے بندوں کو حکم دیا کہ سب آدمی بیٹے کی عزت کریں جیسی باپ کی عزت کرتے ہیں حقیقی عزت وسجود سے مراد ہے نہ تعظیمی عزت وسجود سے جیسا کہ بعض علماء اسلام

نے خلاف واقع بیان کیا ہے اور سوائے اس کے مسیح نے واضحتہ کہا ہے کہ جیسی باپ کی عزت کریں چاہیے کہ بیٹے کی بھی ویسی ہی عزت کریں پس بیٹے کی عزت وسجود باپ کی عزت وسجود سے برابر ہے اورجیسی باپ کی عزت وسجود حقیقی ہے بیٹے کی عزت وسجود بھی حقیقی ہوگی اوراسی طرح توما کے قول میں بھی خدا کا لفظ نہ تعظیم کی راہ سے بلکہ حقیقی معنی سے مسیح کے ساتھ منسوب ہوا ہے اورچونکہ مسیح میں خدا کی صفات وذات موجود تھی۔ اس لئے خدا کےلفظ سے خطاب کرنے کو توما کے تئیں منع نہ کیا بلکہ اس کے خطاب کو قبول کرکے اوراپنے ساتھ نسبت دے کہ کہا کہ خوشا حال اُن کا جنہوں نے نہ دیکھا ہو اورایمان لائے ہوں خلاصہ مذکورہ آیتوں سے بکمال یقین آشکارہے کہ مسیح نے الوہیت کو واضحتہ اپنے ساتھ نسبت دیا اور آشکارا تقریروبیان کیا ہے پس جو کوئی دل سے حق کا طالب ہو اور تعصب کو برکنار رکھ کر انصاف کے مقام میں آجائے مسیح کی الوہیت کے باب میں کچھ شک وتردد نہ کرے گا بلکہ مسیح کے قول کا معتقد ہوکر اُس کی الوہیت کو دل سے قبول کرے گا۔

بعض علماء اسلام نے آیات مذکورہ سے چشم پوشی کرکے دعویٰ کیا ہے کہ مسیح کی الوہیت کی نفی انجیل میں آئی ہے اوراپنی بات ثابت کرنے کو انجیل کی اُن آیات پر اشارہ کرتے ہیں جنکے درمیان انسانی صفات وحالات بیان ہوئے ہیں اورکہا گیا کہ مسیح خدا کا بھیجا ہے اورآسمان وزمین کی قدرت اُسے دی گئی ہے اوراس نے کہا ہے کہ باپ مجھ سے بڑا ہے اورساعت آخر کو بیٹا بھی نہیں جانتا اورمسیح نے دعا مانگ کے کہا اے باپ اگرہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے پھیر دیا جائے اور مصلوب ہوکر الٰہی الٰہی مجھے تونے کیوں چھوڑدیا وعلیٰ ھذا القیاس فاما الجواب جاننا چاہیے کہ انجیل کی اُن آیتوں سے جو مسیح کی انسانیت پر دلالت کرتی ہیں اُس کی الوہیت باطل نہیں ہوتی اورنہ وہ آیتیں اُن آیتوں کی ضد ہیں جن میں اُس کی الوہیت ثابت وبیان ہوئی ہے کیونکہ مسیح بندہ بھی ہے اورمالک بھی اورآدمی ہے اورخدا بھی ہے اسی سبب سے بعض آیتوں میں اُس کی بشریت اوربعض میں اُس کی

الوہیت بیان وعیان ہوئی ہے وہ اپنی الوہیت کی نسبت قدیم ہے اورانسانیت کی نسبت حادث اوربھیجا ہوا ہے الوہیت اُس کی باطنی ذات ہے اورانسانیت اُس کی ظاہری ذات ہے الوہیت کی صفات الوہیت سے اورانسانیت کی صفات انسانیت سے متعلق ہیں کہ نہ یہ کہ ایک دوسرے میں مخلوط ہوگئی ہوں الوہیت کی نسبت ساری صفات الہیہ اُس سے منسوب ہیں اورانسانیت کی نسبت ہر ایک صفت میں انسان کی مانند ہے مگر گناہ میں انسانیت کی نسبت خدا سے کمتر ہے اورالوہیت کی نسبت خدا کے ساتھ ایک اوربرابر ہے نہ توانسانیت الوہیت سے بدل گئی نہ الوہیت انسانیت سے مرکب ہوئی نہ قدیم حادث ہوگیا نہ حادث قدیم بن گیا جیساکہ روح وبدن کہ نہ روح بدن سے مرکب ہے اورنہ بدن روح سے بدن کی صفات اورہیں روح کی صفات اورا، اوروہ علاقہ جو الوہیت وانسانیت کے درمیان مسیح میں ہے نہ توحلول کی قسم سے ہے نہ اتحاد کی بلکہ وہ ایک خاص علاقہ ہے جس کی ماہیت اسرارالہیٰ میں سے ہوکرعقل کی دریافت سے خارج اورمعدوم الدرک کی قسم سے ہے اس علاقہ کو آدمی صرف خدا کے کلام سے جان سکتا ہے اوراسی کی دلیل پر اُسے مان لیتا ہے اوراُس میں اجتماع ضدین بھی نہیں ہے بین الضدین ایک علاقہ البتہ ہے ہے اوریہ ممکن ہے جیساکہ روح وبدن پس وہ سارے اعتراض جو مسلم علماء مسیح کی انسانیت کے لحاظ سے اُس کی الوہیت پرکیا کرتے ہیں باطل وبے جاہیں۔

لیکن بعض آدمی اپنے دل کے تردد اوروہم کی کثرت سے کہتے ہیں کہ مسیح نے اپنے الوہیت کو زیادہ بیان کرکے یوں کیوں نہ فرمایاکہ میں خدا ہوں سو ایسے لوگوں کے جواب میں اتنا ہی کافی ہے کہ اُس سے جوآگے ذکروثابت ہوا ظاہر ہے کہ مسیح نے اپنی الوہیت کوایسا بیان وتقریر کیا ہے کہ اگرآدمی خلاف تعصب کو چھوڑکر انصاف کرے تو اُس کے دل میں کچھ شک باقی نہیں رہ سکتا لیکن سچ پوچھو تو اگرچہ مسیح اپنی الوہیت کا مرتبہ اُس سے زیادہ جوبیان کیا ہے ظاہر کرتا ہے تب بھی اُن لوگوں کو جو انصاف کی آنکھیں بند کرکے اُس کے کلام سے زیادہ اُس کے ساتھ عداوت کرتے جیساکہ یہودی فرقہ کے بزرگ کہ باوجود اس کے کہ مسیح اپنی الوہیت کا

مرتبہ نہ کھلا کھلی بلکہ صرف معما کے طورپر اُن سے بیان
کرتا تھا توبھی اُنہوں نے کئی بارارادہ کیاکہ اُسے سنگسارکریں اور
قطع نظر اس سے مسیح صرف اس ازلی علاقے یعنی ذات کی
وحدانیت کے سبب باپ کے ساتھ ایک اورخدا ہے لیکن اس
علاقے اوروحدانیت کواُس کے قیام اورصعود سے پہلے کوئی
نہیں سمجھ سکتا تھا اس حال میں اگرمسیح بے پردہ بھی کہتا
کہ میں خدا ہوں تو اُس وقت لوگ ایسا سمجھتے کہ گویا وہ
بحسب ظاہریعنی جسم کی نسبت خدا ہے پریہ بات بالکل
باطل اوربرخلاف ہوتی اس واسطے مسیح کی الوہیت کی تعلیم
بھی اُن مطلبوں میں سے ہے جن کی بابت اُس نے اپنے
شاگردوں کو فرمایا کہ" بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں
پراب تم اُنہیں برداشت نہیں کرسکتے لیکن جب وہ یعنی روح
حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گا اس لئے کہ
وہ اپنی نہ کہے گا لیکن جو کچھ وہ سنیگا سو کہیگا اورتمہیں
آئندہ کی خبر دے گا میری بزرگی کریگا اس لئے کہ وہ میری
چیزوں سے پائیگا اورتمہیں دکھائیگا۔ چنانچہ یوحنا ۱۶باب کی
۱۲ آیت سے ۱۴ آیت تک لکھا ہے اوریوحنا ۱۴باب کی ۲۶ آیت
میں اسی مطلب کی نسبت ایسا فرمایاکہ " وہ تسلی دینے والا
روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں
سب چیزیں سکھلائے گا اورسب باتیں جو کچھ کہ میں نے
تمہیں کہیں ہیں تمہیں یاد دلائے گا۔ اورجیساکہ مسیح نے
اپنے شاگردوں سے وعدہ کیا تھا ویسا ہی اُس کے صعود کے
دسویں دن وہ تسلی اور مدد کرنے والا یعنی روح القدس
آسمان سے اُن پرنازل ہوا۔ چنانچہ اعمال کے دوسرے باب
میں لکھا ہے اوراُسی روح القدس نے جس کا ذکر انشاء اللہ
آگے کرینگے اُن کو عالم بالا سے منورکرکے ساری حقیقتوں کو
اُن سے کشف وبیان کیا اورانہوں نے اُسی کی قوت سے بہت سے
معجزے کئے ہیں کیونکہ حواری فی الحقیقت نبیوں اور
رسولوں کے مرتبے میں تھے چنانچہ یہ بات میزان الحق کے
دوسرے باب کی ساتویں فصل میں مفصل بیان اور ثابت
ہوئی ہے اورانہوں نے مسیح کی الوہیت کی تعلیم کوالہام الہیٰ
سے اپنے متکبوں میں جو انجیل میں مندرج ہیں زیادہ بیان اور
تفصیل کیا ہے چنانچہ آئندہ فصل میں ذکراورمعلوم ہوگا۔

دوسری فصل

اُس بات کے ذکر میں کہ جو مسیح کی الوہیت کی بابت حواریوں کے وسیلہ سے انجیل میں بیان ہوئی ہے

یوحنا حواری خدا کے الہام سے آگاہ ہوکر اپنی انجیل میں پہلے باب کی پہلی آیت سے ۴ آیت تک یوں کہہ کر مسیح کی الوہیت کی گواہی دیتا ہے کہ " ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور موجودات میں بغیر اُس کے کوئی چیز موجود نہیں ہوئی زندگی اُس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی"۔ اوراسی کلام کے جسم میں ظاہر ہونے کی نسبت جوسیدنا مسیح سے غرض ہے اُسی باب کی ۱۴آیت میں ایسی خبردیتا ہے کہ " کلام مجسم ہوا اور فضل اورراستی سے بھرپورہوکے ہمارے درمیان رہا اورہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا کہ باپ کے اکلوتے کا جلال" اورپولوس حواری نے بھی اس تفاوت کا جو مسیح کی الوہیت اورانسانیت کے درمیان ہے اشارہ کرکے رومیوں کے پہلے باب کی ۳ اور ۴آیت میں ایسا کہا ہے کہ " یسوع مسیح جسم کی نسبت داؤد کی نسل سے ہوا مگر روح القدس کی نسبت جی اٹھنے کی مضبوط دلیل سے خدا کا بیٹا ثابت ہوا۔ اوردوسرے کرنتھیوں کے ۵باب کی ۱۹آیت میں مسیح کے حق میں ایسا لکھا ہے کہ " خدا نے مسیح میں ہوکے دنیا کو اپنے ساتھ یوں ملالیا کہ اُس نے اُن کی تقصیروں کو اُن پر حساب نہ کیا اورمیل کا کلام ہم میں سونپا" اوراسی آیت کا مضمون کلسیوں کے پہلے باب کی ۱۳آیت سے ۲۰آیت تک زیادہ بیان کرکے اُس نے ایسا لکھا ہے کہ" خدا نے ہم کو تاریکی کے قبضہ سے چھڑایا اور اپنے پیارے بیٹے کی بادشاہت میں داخل کیا اُسی میں ہم اُس کے لہو کے سبب سے نجات یعنی گناہوں کی معافی پاتے ہیں وہ ان دیکھ خدا کی صورت ہے اور وہ ساری خلقت میں پہلوٹا ہے کیونکہ اُس سے ساری چیزیں جو آسمان اورزمین پر ہیں دیکھی اوران دیکھی کیاتخت کیا ریاست کیا مختاریاں پیدا کی گئیں ساری چیزیں اُس سے اوراس کے لئے پیداہوئیں اوروہ سب سے آگے ہے اوراس سے ساری چیزیں بحال رہتی ہیں اوروہ بدن یعنی مجلس کا سر ہے وہی شروع اورمردوں میں

سے پہلوٹھا ہے تاکہ وہ سب باتوں میں اوّل ہو کیونکہ اُسے یہ
بھایا کہ سارا کمال اُس میں بسے اور اُس کے خون کے سبب جو
صلیب پر بہا صلح کرکے ساری چیزوں کو کیا ہو وہ جو زمین پر
ہیں کیا وہ جو آسمان پر ہیں اُسی کے وسیلے سے اپنی طرف
ملالے۔ اور ایسے ہیں عبرانیوں کے پہلے باب کی پہلی آیت سے
۳آیت تک ذکر ہے کہ" خدا جو اگلے زمانے میں نبیوں کے
وسیلے باپ دادوں سے باربار اور طرح طرح بولا اس آخری
زمانہ میں ہم سے بیٹے کے وسیلے بولا جس کو اس نے ساری
چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جسکے وسیلے اُس نے عالم بنائے وہ
اس کے جلال کی رونق اور اُس کی ماہیت کا نقش ہو کے سبب
کچھ اپنی ہی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے وہ آپ سے
ہمارے گناہوں کو پاک کرکے بلند آسمان پر جناب اعلیٰ کے
دہنے جا بیٹھا"۔اب دیکھو جیسا کہ مسیح نے سابق الذکر آیتوں
میں اپنے تئیں صفات اُس کے ساتھ نسبت دی گئی ہیں اور
بواضحیٰ تمام مسیح خدا کا کلمہ اور خدا کا بیٹا اور ان دیکھے
خدا کی صورت اور اُس کے جلال کی رونق اور اُس کی ماہیت کا
نقش کلایا اور الوہیت کی اور صفتوں سے بھی موصوف ہوکر
اُس کی نسبت کہا گیا کہ اُس کے وسیلے سے سارا عالم پیدا ہوا
اور محفوظ ہوتا ہے اور اس کے طفیل سے ہم گنہگار بندوں
کو نجات بھی حاصل ہوتی ہے اور جیسے کہ مسیح نے اللہ کے
لفظ کو اپنے ساتھ نسبت دی ہے ویسے ہی انجیل کی آئندہ
آیتوں میں بھی خدا کہا گیا چنانچہ پہلے تیمتھیس کے ۳باب کی
۱۶آیت میں لکھا ہے کہ" بالاتفاق دین داری کا بڑا بھید ہے خدا
جسم میں ظاہر ہوا ہے" پھر رومیوں کے ۹باب کی ۵آیت میں
مذکور ہے کہ" جسم کی نسبت مسیح بھی اُن ہی میں سے (یعنی
بنی اسرائیل میں سے) ہوا جو سبھوں کا خدا ہمیشہ مبارک
ہے آمین" اور ایسے ہی پہلے یوحنا کے ۵باب کی ۲۰آیت میں لکھا
ہے کہ " ہم جانتے ہیں کہ خدا کا بیٹا آیا اور ہمیں یہ سمجھ
بخشی کہ اُس کو جو حق ہے جانیں اور ہم اُس میں جو حق ہیں
رہتے ہیں یعنی سیدنا مسیح جو اُس کا بیٹا ہے خدائے برحق اور
ہمیشہ کی زندگی یہ ہے"۔ خلاصہ اُن آیتوں سے جو اس فصل
میں اور فصل گذشتہ میں ہم نے ذکر کی ہیں صاف ظاہر ہے
کہ انجیل کی آیتوں کے موافق سیدنا مسیح خدا کا بیٹا ہے اور
فی الحقیقت خدا ہے پس جو کوئی مسیح کی الوہیت کا منکر ہو

چاہیے کہ انجیل کے کلام اللہ ہونے سے بھی انکار کرے لیکن جوکوئی ایسے گناہ سے ڈرے اوراس طرح کی بے ایمانی سے خوف اورپرہیز کرے وہ ضرور سیدنا مسیح کی الوہیت کا مقر اورمعتقد ہوگا۔

ان مطلبوں کو پڑھ کر تو کہیگا کہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا کا بیٹا ہو اوراس لفظ کو مجازی طورپر سمجھکے اس خیال سے ایسی نفرت کرے گا جیسی کفر سے نفرت کرتا ہے پر جو تو اس لفظ کی بابت واجبی فکر نہ کرکے مجازی طورپر خیال اور گمان کرتا ہے تویہ تیری ہی تقصیر ہے کیونکہ ہر عاقل اورکامل پر ظاہر ہے کہ اگر مسیح انجیل میں خدا کا بیٹا کہلاتا ہے توانسان کے بیٹوں کے برابر اوروجود اورتولد میں اُن کی مانند نہیں ہوگا بلکہ جیساکہ قدیم وقادرخدا کو فانی اورناتواں انسان سے مقابل نہیں کرسکتے ویسا ہی خدا کے بیٹے کو بھی آدمیوں کے بیٹوں سے برابر ومانند نہیں کرسکتے ہیں اس لئے کہ جس مرتبے پر خدائے تعالیٰ بندوں سے برتر اوراعلیٰ ہے اُسی طرح اس کا بیٹا بھی بندوں کے بیٹوں سے برتری رکھتا ہے اورانجیل کی مزبورہ آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے مجازی معنی بلکہ اعلیٰ اورحقیقی معنی سے خدا کا بیٹا اورخدا کا اکلوتا بیٹا کہلاتا ہے اکلوتا اس مضمون سے کہ وہ سب مخلوقات سے الگ اوراعلیٰ ہے اورمخلوقات میں اُس کی مانند نہیں اور انسان کے بیٹے سے مشابہت فقط یہ ہے کہ جیسا آدمی کا بیٹا باپ سے خلق نہیں ہوتا بلکہ گویا اُس کی صلب سے انتقال کرکے تولد پاتا ہے اورذات میں اپنے باپ کی مانند اورشبیہ ہے ایسا ہی مسیح خدا کا بیٹا بھی خلق نہیں ہوا بلکہ ازل سے اللہ کی پاک ذات سے ظہورپرایا گویا اُس سے متولد ہوا اس فرق سے کہ جیسا قدیم اورمطلق خدا اپنی ذات کی شان وشوکت میں انسان کی نسبت برتر اورعالیٰ ہے ویسا ہی وہ علاقے انسانی باپ بیٹوں کے علاقوں سے بہت اعلیٰ ہیں اورجس صورت میں کہ خدا آدمی اور مخلوق نہیں ہے اور ذات الہیٰ زمان اورمکان کی حد سے باہر ہے توبیٹے کے تولد اورظہور سے مغائرت لازم نہیں آتی اورنہ جسمانی اورمخلوقی صفات عائد ہوتی ہیں بلکہ جسمانی تولد کے لوازمات کو اس حقیقی وروحانی تولد پر لازم کرنا سراسر کفر ہے جاننا چاہیے کہ یوحنا کے ۱باب کی ۱، ۲ آیت کے مضمون کے موافق مسیح اپنی

باطنی ذات کی نسبت خدا کاکلمہ ہے پوشیدہ نہ رہے کہ وہ
لفظ جس کا ترجمہ کلام اورکلمہ ہوا ہے انجیل کی اصل زبان
میں جویونانی ہے لوگس ہے اوریہ لفظ عقل اورعلم کے معنی
بھی رکھتا ہے اورانجیل کی مذکورہ آیتوں میں لکھا ہے کہ یہی
کلمہ ابتدا میں یعنی عالم کی پیدائش سے پہلے خدا کے پاس
اورخدا تھا اوراس کی پاک ذات سے اس طرح ظہورمیں آیاکہ
گویا اُس سے تولد ہوا جیساکہ انسان کاکلمہ بھی اُس کی روح سے
تولد ہوکر ظاہر ہوتاہے فقط اس فرق سے کہ خدا کا کلمہ
زمان اورمکان کی نسبت اُس کی ذات سے جدا نہیں ہے کیونکہ
خدا کی پاک ذات زمان اورمکان کی حد سے باہر ہے۔۔ پھر
جیسا کہ انسان کی روح فکر اور کلمہ میں صورت پکڑکے گویا
خود روح مصور ہوکے فکر اورکلمہ آدمی کی روح اورباطن کی
صورت ہوتاہے اورجیساکہ فکر میں روح فقط اپنے ہی اوپر
ظاہر ہوتی ہے اورجب اس مرتبے سے گذر کے کلمہ بنتی ہے
تو اوروں پر بھی ظاہر ہو جاتی ہے اسی طرح خدا نے بھی اپنے
ازلی کلمے یعنی بیٹے میں اپنے تئیں مصورکیا اوراس کلمے میں
مانند ایک آئندہ غیب نما کی اپنے تئیں اپنے اوپر بیان اورظاہر
کیا اوراسی کلمہ کے وسیلے سے تمام عالم کو پیدا کرکے اپنے تئیں
لوگوں پر جلوہ گرکیا لیکن ازبسکہ خدا کا علم اورکلمہ انسان کے
علم اورکلمے کی طرح عیب اورنقصان کے قابل نہیں ہے بلکہ
اُس کی کی مانند کامل ہے پس اُس کا علم اور کلمہ بھی اُسی کی
برابر اوراس کی مانند ہے اسی سبب سے انجیل میں کلسیوں
کے دورے باب کی ۹آیت میں لکھا ہے کہ " یسوع مسیح میں
الوہیت کا سارا کمال مجسم ہورہا" اورجیساکہ پیشتر انجیل
کی آیتوں سے ذکر اورثابت ہوا وہ ان دیکھے خدا کی صورت
اوراُس کے جلال کی رونق اوراس کی ماہیت کا نقش کہلاتا ہے
اورخدا کا سارا جلال اورساری شان وشوکت اُس سے منعکس
ہوتی ہے پس جس شخص نے اس کو درستی سے پہچانا خدا کو
پہچانا۔ پھر جیسا کہ انسان کی روح اورفکر محض اس کلمے کے
وسیلے سے جو اس سے پیدا اورظاہر ہوتا ہے اپنے تئیں بیان اور
ظاہر کرتی ہے ایسے ہی خدا نے بھی صرف اپنے ازلی کلمے یعنی
بیٹے کے وسیلے سے اپنے تئیں ظاہر کیا وہ اس کی غیب المغیب
ذآتکا مظہر وکاشف یعنی ظاہر اوربیان کرنے والا ہے جس
کے وسیلے سے ساری موجودات نے وجودپایا اوراسی

مضمون کے موافق مسیح کا وہ کلام بھی ہے جومتی کے ۱۱باب کی ۲۷آیت میں ذکر ہے کہ" باپ کوکوئی نہیں جانتا مگر بیٹا اوروہ جس پر بیٹا اُسے ظاہر کرنے چاہے" جب ناممکن ہے کہ خدا کسی وقت یہ لاگوس یعنی یہ علم وکلمہ کے ہوتو ظاہرے کہ کلمہ یعنی بیٹا باپ کی مانند قدیم ہے جیساکہ یہی صفت یوحنا کے ۱باب کی ۱اور۲آیت اورانجیل کی سابق الذکر آیتوں میں صاف صاف مسیح کے ساتھ منسوب ہوئی ہے اوراگرچہ کلمہ یعنی بیٹا خدا کی پاک ذات یعنی باپ سے ظہور میں آیا توبھی بحسب الزمان بیٹا نہ باپ کے پیچھے اورنہ باپ بیٹے سے پہلے ہے اس لئے کہ خدا کی پاک ذات قبل اوربعد کے قابل نہیں ہے یعن زمانہ کی حدود سے خارج ہے پوشیدہ نہ رہے کہ نور اوراس کی شعاع میں بھی آگااورپیچھا نہیں ہوتا بلکہ جس دم کہ نورظاہر ہوشعاع بھی جونورکوبیان کرتی ہے اُسی دم ظاہر ہوگی ہرچند کہ شعاع نورسے نکلی ہے خلاصہ انجیل کی آیتوں کے مضمون کے موافق مسیح صرف اس عالیٰ وعمیق معنی سے جس کا ذکر ہوا ہے خدا کا بیٹا کہلاتا ہے نہ اُس مجازی معنی سے جو اکثرمسلم علماء اپنے خلاف تعصب اورخدا کے کلام کی بے خبری کے سبب اُس لفظ کو سمجھتے اوربیان کرتے ہیں۔

اوروہی ازلی کلمہ جو ابتدا میں خدا کے ساتھ اورخدا تھا اورجسکے وسیلے سے ہر چیز موجود ہوئی وقت معین میں مجسم ہوا یعنی مریم کے پاک پیٹ میں رار پکڑکے انسانیت کو اپنے اُوپر کیا اورانسانی بدن میں ظاہر ہوکے سیدنا مسیح فرزند انسان اور فرزند خدا کہلایا جیساکہ پیشتر مذکورہوا اورازلی کلمہ یعنی سیدنا مسیح خدا کا بیٹا انسانیت کی نسبت جو اُس نے اپنے اوپر قبول کی ہربات میں ہم بندوں کے برابر ہوا مگرگناہ میں کیونکہ کبھی کوئی گناہ اُس سے صادرنہیں ہوا۔ چنانچہ انجیل یعنی پہلے پطرس کے دوسرے باب کی ۲۲آیت میں لکھا ہے کہ" اس نے گناہ نہ کیا اوراس کی زبان میں چھل بل نپایا گیا"۔ عبرانیوں کے ۴باب کی ۱۵آیت میں بھی ذکر ہے کہ ہمارا سردارکاہن ایسا نہیں جوہماری سستیوں میں ہمدرد نہ ہوسکے بلکہ گناہ کے سوا ساری باتوں میں ہماری مانند آزمایا گیا۔ اوریوحنا کے ۸باب کی ۴۶آیت میں خود سیدنا مسیح نے کہا کہ" کون تم میں سے مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے پر

میں جو سچ کہتا ہوں تم مجھ پرایمان کیوں نہیں لاتے۔پس انسانیت کی نسبت اُس نے ہم بندوں کی طرح کھایا اور پیا اورسویا اورجاگا اورخستگی اورغم اورخوشی اوراسی طرح کی اورانسانی صفتوں نے اُس پر تاثیر کی سوانجیل کی یہ باتیں کہ باپ نے بیٹے کو بھیجا اورمسیح انسان کا فرزند کہلایا اورمریم سے متولد ہوا اوردکھ اٹھایا اورمصلوب ہوا اورمرگیا اوردفن ہوا اورتیسرے دن جی اٹھا اورآسمان پر گیا اوریہ کہ خود مسیح نے اقرارکیا کہ باپ مجھ سے بڑا ہے اورمیں اس لئے نہیں آیا کہ اپنی خواہش کو پورا کروں بلکہ اُس کی خواہش جس نے مجھے بھیجا اوریہ کہ شفیع اورواسطہ ہوکر ہمارے حق میں دعا مانگی اورسفارش کرتا ہے یہ ساری صفتیں اُس کی انسانیت کے تقاضا کے موافق تھیں نہ الوہیت کے پس نہیں کہہ سکتے ہیں کہ خدا پیدا ہوا یا مرگیا یا قیام کیا وعلیٰ ہذا القیاس کیونکہ ایسی باتیں انجیل کے برخلاف ہیں اورجو کبھی کوئی مسیحی ایسی باتیں کرے توانجیل کے مضمون کی بے خبری سے کرتا ہے خلاصہ مسیح کے پہچاننے کےلئے لازم ہے کہ اس تفاوت کوجو اُس کی انسانیت اورالوہیت کے درمیان اور الوہیت اورانسانیت کی صفتوں میں ہے آدمی ہرگز نظر سے نہ گروائے نہیں تو ہمیشہ خلاف فہمی میں رہے گا۔

لیکن تو بحث کی راہ سے کہیگا کہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا انسان ہوئے یا انسان کی صفت میں ظاہر ہوکے غیر حادث حادث سے علاقہ پائے البتہ یہ بات کہ خالق مخلوق سے اورمطلق مقید سے مبدل ہوئے محال اورخیال سے باہر ہے مگر انجیل کی آیتیں اس مضمون سے نہیں آئیں اورنہ کسی میں کہا گیا کہ بیٹے کے انسنیت میں ظاہر ہونے کے سبب الوہیت انسانیت سے مبدل اورنابود ہوئی بلکہ انجیل کی آیتوں میں مسیح کی الوہیت صاف بیان وثابت ہوئی ہے جیساکہ مذکورہ ہوا لیکن اتنا ہی لکھا ہے کہ ازلی کلمہ مجسم ہوا یعنی انسان کے بدن اور جان کو اپنے اُوپر قبول کرکے ہمارے درمیان رہا جیسا کہ یوحنا کے پہلے باب ۱۴آیت میں ذکر ہے اوردوسرے کرنتھیوں کے ۵باب کی ۱۹آیت میں ایسا لکھا ہے کہ " خدا مسیح میں تھا" اورپہلے تیمتھیس کے ۳باب کی ۱۶آیت میں مذکور ہے کہ" خدا جسم میں ظاہر ہوا" پس انجیل کی آیتوں سے یہی مطلب ہے کہ خدا یعنی خدا کا ازلی

کلمتہ جو بیٹے سے یعنی خدا کی ذات پاک کے دوسرے اقنوم
سے مراد ہے سیدنا مسیح میں ظاہر ہوا نہ یہ کہ جسم سے
مبدل ہوا کیونکہ ممکن نہیں کہ خدائے مطلق مقید اور
حادث سے بدل جائے لیکن یہ بات ممکن ہے کہ خدا اپنے بے
انتہا بزرگی سے تنزل کرکے حادث سے یا انسان کے بدن سے
علاقہ باندھے اوراُس کو پردہ ولباس کی طرح پہنکے اپنی بڑی
عنایت اورمرحمت سے انسان کے ساتھ نزدیکی ڈھونڈے
تاکہ اس وسیلے سے اپنے تئیں آدمیوں پر ظاہر کرکے اُن کو اپنے
نزدیک کرلے اور جو خدا کا ارادہ ایسا ہو کہ وہ اس علاقہ کے
سبب حادث سے مرکب نہ ہوجائے تو البتہ اسکی بھی قدرت
رکھتا ہے چنانچہ اسکی حکمت سے آدمی کی لطیف روح کسیف
بدن سے علاقہ رکھ کر روح بدن کے وسیلہ سے اپنے تئیں ظاہر
کرتی ہے اورپھر بدن سے مرکب نہیں ہے اورپھر خدا نے اپنی
قدرت سے عالم کو پیدا کیا اوراُس کی رکھوالی کرتا ہے اوراُسکے
پیدا کرنے اورنگاہ رکھنے کے سبب اپنی قدرت اور حکمت کو
بیان اورظاہر کیا چنانچہ رومیوں کے ۱باب کی ۱۹، ۲۰آیتوں میں
لکھا ہے کہ " خدا کی بابت جوکچھ معلوم ہوسکتا ہے اُن پر

(یعنی آدمیوں پر) ظاہر ہے کیونکہ خدا نے اُن پر ظاہر کیا اس
لئے کہ اس کی صفتیں جو دیکھنے میں نہیں آئیں یعنی اُسکی قدیم
قدرت اور خدائی دنیا کی پیدائش سے اُس کے کاموں پر غور
کرنے میں ایسی صاف معلوم ہوتیں کہ اُن کو کچھ عذر نہیں"
اب جیساکہ اُس علاقہ سے جو خدا دنیا سے اُس کی پیدائش اور
نگہبانی کے سبب رکھتا ہے اُس کی پاک ذات میں تغیر اور تبدل
لازم نہیں آتا اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ عالم کی پیدائش اور
رکھوالی کے باعث خدا کی ذات بدل گئی ویسا ہے۔ سیدنا
مسیح میں خدا کے ظاہر ہونے سے بھی ضرور نہیں پڑتا کہ
ذات میں تغیر وتبدیل واقع ہو پر جاننا چاہیے کہ دونوں بات
یعنی دنیا کی خلقت اور مسیح کی الوہیت خدا کی لایدرک
ذات کے نکتوں میں سے ہیں۔ اس لئے اُن کی اصل کیفیت
وحقیقت آدمی کی سمجھ میں نہیں آتی ہے لیکن جس حالت
میں خدا مکان سے باہر ہے تو اتنا ہر عقلمند کو ظاہر اور
روشن ہوگا کہ جو خدا اپنے تئیں ایک جگہ یا ایک خاص طریق
پر جیسا کہ مسیح میں کیا بیان اوراظہار فرمائے تو اس سبب
سے اُس کی پاک ذات میں تغیر اور تبدل راہ نہیں پاتا بلکہ

خدائے تعالیٰ ویسا ہی خدائے قدیم ومطلق اورلا تغیر وتبدیل ہے چنانچہ زبور۱۰۲ کی ۲۴تا ۲۸آیت تک ذکر ہے کہ " اے خدا تیرے برس پشت درپشت ہیں تونے قدیم سے زمین کی بنیاد ڈالی یہ سارے آسمان تیرے ہاتھ کی صنعتیں ہیں وہ فناہوجائینگے پر توباقی رہے گا ہاں وہ سب پوشاک کی مانند پرانے ہوجائینگے تواُنہیں لباس کی مانند بدلیگا اور وہ مبدل ہوئینگے پرت وایسا ہی رہے گا تیرے برسوں کیاانتہا نہیں۔ پس تغیر وتبدل خالق میں نہیں بلکہ صرف مخلوق میں ممکن ہے جاننا چاہیے کہ سورج کی شعاع اگرچہ روئے زمین کی ساری مخلوقات پر تاثیر رکھتی ہے توبھی سورج متغیر نہیں ہوتا اور اگرسورج کی ساری شعاع کو ایک جگہ جمع کرسکتے اس طرح کہ گویا دوسرا سورج ظاہر ہو جاتا توبھی سورج کا جرم تبدیل نہ پاتا اورکیا تجھ کو یہ طاقت اوردلیری ہے کہ خدا کی حکمت و قدرت اورمحبت ومرحمت کی حدیں ٹھہرا کے دعویٰ کرے کہ جو خدا کا مسیح میں ظاہر ہونا میری عقل اورسمجھ سے باہر ہے تونہیں ہوسکتا کہ خدا نے اپنے تئیں اس طرح ظاہر کیاہو کیا تو خاک زاد بے بنیاد حاکم مطلق پر حدوقرار ٹھہراسکتا ہے ایسا کون شخص ہے جو مقرر کرسکے کہ خدا قادر اورحکیم کس چیز پر قادر ہے اورکس پر قادر نہیں اوراُسے کیا کرنا چاہیے اورکیا نہیں۔ ہاں خدا قادرمطلق سب چیزوں پر جن کو کرنا چاہیے قدرت رکھتا ہے اوراس کے ارادہ ہر چیز کو جو حکمت وعدالت اور تقدس ومحبت کے موافق ہو قبول کرتا ہے اورخدا کے تقدس اورحکمت ومحبت جس چیز میں ٹھہرے یا کلام میں بیان ہو ہر چند کہ انسان اُسے نہ سمجھے توبھی سچی او درست اورخوب اورپاک ہوگی اورانشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے دوسرے باب کی اخیر فصل میں ذکر اورثابت ہوگاکہ خدا کا سیدنا مسیح میں ظاہر ہونااُس کی رحمت اورعدالت اورمحبت وتقدس کے ساتھ بالکل موافق اور مطابق ہے۔

اب مسلمانوں کے ان اعتراض کے جواب میں جو مسیح کی الوہیت کی تعلیم پر اکثرکیا کرتے ہیں ہم نے ان کئی ایک کاموں پر کفایت کی اس لئے کہ آئندہ باب میں جہاں تثلیث کو بیان اورثابت کرینگے مسیح کی الوہیت کی تعلیم بھی زیادہ بیان میں لائینگے اب توریت کی آیتوں سے مسیح کی

الوہیت کا بیان اورثابت کرنا باقی رہا سو آئندہ فصل میں ذکر کیاجائے گا۔

تیسری فصل

سیدنا مسیح کی الوہیت کے بیان میں توریت کی آیتوں سے

جاننا چاہیے کہ توریت کا عمدہ مطلب یہی ہے کہ مسیح کی بابت گواہی دے کہ اُس کاآنا اوراُس کی نجات بیان کرے تاکہ آدمی اس طرح سے اُس کے آنے کےلئے اورنجات قبول کرنے کے واسطے تیارہوں پس جیسا کہ توریت کی آیتوں میں مسیح کے ظاہر ہونے کا وقت اورجگہ اور نجات کی حقیقت قبل ازوقوع معلوم اوربیان ہوئی تھی (چنانچہ یہ بات رسالہ میزان الحق کے دوسرے باب کی تیسری فصل میں مذکورہے)ویسا ہی توریت کی آیتوں میں مسیح کے بلند مرتبے اورعالی شان کا بھی اشارہ ہوا ہے۔ا س طرح کہ موعودہ نجات دینے والا جو مسیح سے غرض ہے ایک پیغمبر ہوگا جو خدا کی باتیں اورنجات کی راہ صراحت سے بیان اور ظاہر کرے گا جیساکہ موسیٰ کی ۵کتاب کے ۱۸باب کی ۱۸، ۱۹ آیتوں اوریسعیاہ کے ۴۲ باب کی پہلی سے ۸آیت تک اورتمام

۶۱ باب میں لکھا ہے اورپھر یہ کہ روحانی اورحقیقی بادشاہ ہوگا
جو اخر زمانے میں بطریق مرئی بھی زمین پر سلطنت کرکے
صداقت اورعدالت قائم کرے گا جیساکہ زکریا کہ ۹باب کی
۹آیت اوریرمیاہ کے ۲۳باب کی ۵، ۶ آیتوں میں اورساری
دوسری زبوراو ریسعیاہ کے تمام ۱۱باب اوردانی ایل کے ۸باب
کی ۱۳، ۱۴، ۲۸ آیتوں میں لکھا ہے اورپھر یہ کہ کاہن یعنی
میانجی اورحقیقی شفیع ہوگا کہ ہارون کاہن اُسی کا ایک نمونہ
تھا اوریہ بھی بیان ہواکہ وہ شفیع اپنی جان سب آدمیوں کے
گناہوں کےلئے قربان کرکے نجات حاصل کرے گا اوربہت
مہربانی سے اُن کے دلی زخموں پر مرہم رکھ کے آدمیوں کے
دلوں کو فراغت اورآرام بخشیگا جیساکہ .۱۱ زبورکی ۴آیت اور
دانی ایل کے ۹باب کی ۲۴آیت سے ۲۸آیت اوریسعیاہ کے
سارے ۵۳باب میں لکھا ہے۔

اس کے سوا مسیح کی الوہیت بھی توریت کی آئندہ
آیتوں میں جن کو ہم مفصل ذکرکرینگے صاف صاف بیان اور
ظاہر ہوئی ہے مثلاً یسعیاہ کے ۸باب کی ۱۴آیت میں لکھا ہے
کہ " کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنیگی اوراُس کا نام
عمانیوئل رکھیگی۔ عمانوئیل عبرانی لفظ ہے جس کا معنی یہ
ہے کہ خداہمارے ساتھ ۔سو اس آیت میں وہ لڑکا خدا
کہلاتا ہے اوروہی پیغمبر اسی لڑکے کی الوہیت کی صفت
زیادہ تربیان اورظاہرکرکے اپنی کتاب کے ۹باب کی ۶،۵ آیتوں
میں خدا کے الہام سے ایسا فرماتا ہے کہ " ہمارے لئے ایک
فرزند تولدہوا اورہم کو ایک پدربخشا جاتا اورسلطنت اُس
کے کاندھے پر ہے اوروہ اس نام سے کہلاتا ہے عجب مصلح
خدائے قادرابدیت شاہ سلامت کہ سلطنت کا اقبال
اورسلامت کا دوام داؤد کے تخت پر اوراُس کی مملکت پر
ہوئے کہ وہ اُس کا بندوبست کرے اوراب سے ابد تک
عدالت اور صداقت سے اُسے قیام بخشے رب الافواج کی
غیوری یہ کریگی۔اورمیکاپیغمبر اسی عمانوئیل یعنی مسیح کی
پیدائش کا مکان بتلاکے اوراُس کے ازلیت اورالوہیت کا اشارہ
کرکے اپنی کتاب کے ۵باب کی ۲آیت میں ایسا بیان کرتا ہے کہ"
اے بیت الحم افراتا باوجود کہ تو یہوداہ کے ہزاروں (یعنی
شہروں)میں چھوٹا ہے توبھی تجھ میں سے مرے لئے وہ
شخص نکلے گا جو اسرائیل میں حکومت کرے گا اوراُس کا

خروج قدیم سے ایام لاازل سے ہے" اورمسیح کی الوہیت کی
انہیں صفتوں کو سلیمان بھی بیان کرتا ہے چنانچہ اپنی کتاب
امثال کے ۸ باب کی ۱۲، ۱۴، ۱۵ آیتوں و ۲۲ سے تک اور ۲۸ اور ۲۹
سے ۳۱ تک مسیح کی طرف رجوع کرکے اور اُس کو ازلی
حکومت کہکے اُس کے نام سے ایسا کہتا ہے کہ " میں جو
حکمت ہوں ہوشیاری کے ساتھ رہتی ہوں اور دانش کے
مشورے حاص کرتی ہوں مصلحت اورسیدھی تدبیر میری
ہے میں ہی دانش ہوں اورمیری ہی قوت ہے بادشاہ میرے
سبب سے سلطنت کرتے ہیں اورسلاطین منصفانہ حکم کرتے
ہیں خداوند نے مجھے اپنی راہ کی ابتدا میں اپنے کاموں سے
پیشتر قدیم سے رکھا میں ازل سے مقررہوئی زمین کی پیدائش کی
ابتدا سے پہلے میں نے اُس وقت ظہورپایا کہ نہ گہراؤ تھے اور
نہ چشمے اورنہ پانیوں کے بڑے بڑے مکان میں اُس وقت کہ
اُس نے زمین کی نیویں ڈالیں اُس وقت میں اُس کے حضور
شادی کرتی تھی میں اُس کی زمین کی معموری میں شادی کرتی
تھی اورمیری خوشنودی بنی آدم کے ساتھ تھی۔ ظاہر ہے کہ
آیات مذکورہ کا مضمون مسیح سے منسوب ہی اسلئے کہ اُن
صفتوں کو جو ان آیتوں میں حکمت سے موصوف ہوئیں
صرف اُسی کے ساتھ نسبت کرسکتے ہیں اوربس کیونکہ اُن
باتوں سے جو ہم نے آگے مسیح کی الوہیت کے ثبوت میں
ذکر کیں ظاہر اورثابت ہے کہ وہ حکمت اورکلمہ جو ازل سے
خدا کے پاس تھا اوراُس کے وسیلے سے سب چیز موجود
ہوئیں سووہی ہے جیسا کہ یوحنا کے پہلے باب کی پہلی آیت
سے ۳ اور۱۴آیت میں لکھا ہے اوراس سے کہ خود مسیح نے
بھی سلیمان کی اُنہیں باتوں کے مضمون کا اشارہ کرکے لوقا
کے ۱۱باب کی ۴۹ آیت میں اورمتی کے ۲۳باب کی ۳۴آیت
میں اپنے تئیں حکمت کہا ہے صاف ظاہر ہے کہ وہ آیتیں
جن کا ذکر ہوا خود مسیح کی طرف منسوب ہیں اور داؤد
پیغمبر نے بھی خدا کے الہام سے آگاہ ہوکر زبورمیں مسیح کی
الوہیت پر گواہی دی ہے۔ چنانچہ ۲زبور کی ۷، ۸ آیتوں میں
بیان کرکے مسیح کے نام سے ایسا کہتا ہے کہ" خداوند نے
میرے حق میں کہا تومیرا بیٹا میں نے آج کے دن تجھے جنا
مجھ سے مانگ کہ میں تجھے اُمتوں کا وارث کردونگا اورزمین
سراسر تیرے قبضہ میں کردونگا۔ جاننا چاہیے کہ آج کا لفظ

جو اس آیت میں ہے پہلے تو ابدی آج یعنی ابدی حضور کے معنی میں جو ابدیت وازلیت مطلق سے غرض ہے بیان ہوتا ہے کیونکہ خدا کے نزدیک ماضی اور مستقبل نہیں ہے بلکہ حضور ابدی ہے اوربس لہذا یہ لفظ خدا کے بیٹے سیدنا مسیح کے ابدی اورمطلق وجود پر دلالت کرتا ہے دوسرے یہ لفظ اورآیت مذکورہ کا مضمون خدا کے بیٹے کے جسم میں ظاہر ہونے اوراُس کے قیام اورصعود پر شامل ہے۔ اس لئے کہ قیام وصعود سے ظاہر وثابت ہواکہ مسیح خدا کا بیٹا ہے جیسا کہ رومیوں کے پہلے باب کی ۴آیت میں اوراعمال کے ۱۳باب کی ۳۳آیت اور عبرانیوں کے ۵باب کی ۵آیت میں خوب واضح ہوا ہے کہ اُس زبور کی آیتیں مسیح کی طرف اشارہ ہیں اورجس طرح کہ داؤد نے اس زبورمیں مسیح کی ابدیت کا اشارہ کرکے اُسے خدا کا بیٹا کہا ہے اُسی طرح ۱۱۰ زبور کی پہلی آیت میں اُس کو اپنا خدا کہتا ہے جیساکہ لکھا ہے کہ" خداوند نے میرے خداوند کو فرمایا کہ تومیرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تکہ میں تیری دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی کروں"۔ مسیح نے بھی اس آیت کو متی کے ۲۲باب کی ۴۳، ۴۴ آیتوں میں اپنے ساتھ منسوب کیا ہے اور۴۵ زبورکی ۶، ۷ آیتوں میں بھی مسیح خدا کے نام سے مخاطب ہوا جیسا کہ لکھا ہے کہ " اے خدا تیرا تخت ابدلاآباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے تونے صدق سے دوستی اورشر سے دشمنی کی ہے۔ اس لئے اے خدا تیرے خدا نے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا۔ اورزبورمذکورہ کی اگلی پچھلی آیتوں سے ظاہر ہے کہ ان آیتوں کا مسیح کی طرف اشارہ ہے کیونکہ ساری زبور کا مضمون روحانی اورحقیقی بادشاہ کی تفصیل وبیان پر شامل ہے جو مسیح سے غرض ہے کیا کسی شخص کو خد کے لفظ سے مخاطب کرکے کہہ سکتے ہیں کہ اے خدا تیرے خدا نے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا۔ مگرمسیح کوجسے خدا کی روح بے پیمانہ پنچی ہے اورجس میں ساری الوہیت نے سکونت کی ہے جیساکہ یوحنا ۳باب کی ۳۴، ۳۵ آیتوں اورکلسیوں کے ۲باب کی ۹آیت میں لکھا ہے " پس مسیح سب بادشاہوں او رپیغمبروں سے جو اُس کے نمونے ہیں اورجن سے وہ بشریت کی نسبت برابر ہے اُن سب سے زیادہ بلکہ بے

انتہا مرتبہ پر سے روح القدس کے ساتھ مسح ہوا ہے اورسوا اس کے انجیل یعنی عبرانیوں کے پہلے باب کی ۸، ۹ آیتوں میں صریحاً لکھا ہے کہ مذکورہ زبورکی آیتیں مسیح کی طرف رجوع ہیں اورزکریا ہ پیغمبرجس نے اپنی کتاب کے ۱۲باب میں آخر زمانے کے احوال کی خبر دی ہے کہتا ہے کہ جب خدائے رب العالمین بنی اسرائیل کوپھر اپنی طرف پھیریگا اورپراگندگی کی قید سے چھڑا کراُن کواُنکے قدیمی وطن میں جو کنعان سے غرض ہے جمع کرے گا تب وہ خدا کو درستی سے پہچان کے مسیح کو قبول کرینگے اسلئے وہ پیغمبر اسی باب کی ۱۰آیت میں خدا کے نام سے یوں فرماتا ہے کہ" میں داؤد کے گھرانے پر اوریروشلیم کے باشندوں پر فضل او دعاؤں کا روح برساؤنگا اوروہ مجھ پر جسے انہوں نے چھیدا ہے نظر کرینگے اوراُس کےلئے ماتم کرینگے جیساکوئی اپنے وحید کےلئے ماتم کرتا ہے اوراس کےلئے نہایت غم کرینگے جیسا کوئی اپنے اکلوتے کےلئے غم کرتا ہے ۔ یعنی اس سبب سے کہ اس قدرمدت تک مسیح کو قبول نہ کیا اوراپنا خداوند اورنجات دینے والا نہیں پہچانا ہے اس کےلئے مایوس اوردلگیر ہونگے اب ظاہر ہے کہ اس آیت کا متکلم خدا ہے اوراس لئے یہ باتیں یعنی مجھ پر جسے انہو ں نے چھیدا نظر کرینگے اس خدا کی طرف جوجسم میں ظاہرہوا ہے یعنی۔ یسوع مسیح کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ یہودیوں نے روم کے سپاہیوں کے وسیلے سے اُس کو صلیب پر کھینچ کر اُسکے پہلو کو چھیدا جیساکہ یوحنا کے ۱۹باب کی ۳۴آیت میں بیان ہوا ہے خلاصہ ان آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ توریت میں صریحاً مسیح کی الوہیت اشارہ اوربیان ہوئی ہے اورجو کوئی مسیح کی الوہیت کا منکر ہو تو چاہیے کہ نہ صرف انجیل بلکہ توریت سے بھی انکار کرکے ان کتابوں کے کلام اللہ ہونے کا بھی قائل نہ ہو۔

شاید تو اس مقام میں پوچھے کہ درحالانکہ مسیح کی الوہیت توریت میں صراحتہً بیان ہوئی ہے تویہودیوں نے اُسے قبول کیوں نہ کیا اوراب تک کیوں نہی قبول کرتے تو اس بات کا جواب یہ ہےکہ بہت یہودی مسیح اور حوارین کے وقت میں اوراُن کے پیچھے مسیح کو قبول کرکے دل سے اُس پر ایمان لائے اورمسیحیوں سے مل گئے ہیں چنانچہ پہلے مسیحی اکثر یہودیوں میں سے تھے اورہمارے زمانے میں بھی

فرنگستان کی ولایتوں میں ایسے بہت یہودی ہیں جو انجیل کوپڑھ کر مسیح کو قبول اوردل سے اُس کی پیروی کرتے ہیں پر وہ یہودی جن کے دل کی آنکھیں دنیا کی محبت سے تاریک ہوگئی تھیں توریت کے حقیقی معنی کو نہیں پہنچے اس لئے روحانی اوراخروی نجات دینے والے کے راغب نہ ہوئے بلکہ اپنی مجازی فکروں کے بموجب ہروقت جسمانی اوردنیاوی بچانے والے کے طالب رہے اوراس واسطے مسیح کو نہ آگے قبول کیا اورنہ اب کرتے ہیں لیکن جب آخری زمانے میں جسے مسیحی کلام الہیٰ کے اشارات کے موافق نزدیک جانتے ہیں مسیح عظمت اورجلال سے پھر زمین پر ظاہر ہوگا تب یہودی بھی اُس کو قبول کرینگے جیساکہ یہ باتیں انجیل اور توریت کی آیتوں سے صاف ظاہر وروشن ہیں۔

لیکن توریت کی سابق الذکر آیتوں کےمضمون کو خوب سمجھنے کے لئے نیچے کے مطلبوں کا ذکرلازم جانکے ضمیمہ کے طورپر اس فصل میں ملادیا جاننا چاہیے کہ خدا نے جیسا انجیل میں ویسا ہی توریت کے عہد میں اورماقبل اپنے تئیں بیٹے یعنی ازلی کلمے کے وسیلے سے بیان اور ظاہر فرمایا ہے کیونکہ یہ اُس کی ذات کا کاشف اورواسطہ ہے جس کے وسیلے سے خدا نے سارے عالم کو پیدا کیا اوراپنے تئیں وحی والہام کی راہ اوررویا اورکلام کے وسیلے سے اپنے پیغمبروں پربیان اورظاہر کیا ہے اس لئے انجیل میں یعنی پہلے کرنتھیوں کے ۱۰باب میں جس کے شروع میں ان نعمات موفورہ کا ذکر ہے جو بیابان کے سفر کی مدت میں بنی اسرائیل کوپہنچی ہیں باب مذکور کی ۴آیت میں ایسا لکھا ہے کہ" سبھوں نے ایک ہی روحانی پانی پیا کیونکہ انہوں نے اُس روحانی پہاڑی سے جواُن کے ساتھ چلی پانی پیا اوروہ پہاڑ مسیح تھا"یعنی توریت سے معلوم ہوتا ہےکہ بیابان میں کوچ کے وقت ایک بدلی بنی اسرائیل کے ساتھ پھرتی تھی جو چلتے وقت رستہ بتاتی اوردن کواُن پر سایہ ڈالتی اوررات کو شعلے سے بدلکے اُن کا رستہ روشن کرتی تھیاورجب موسیٰ نے خدا کےحکم کے موافق شہادت کے خیمے کو جس میں بنی اسرائیل اپنی قربانیاں گذارنتے اورعبادت کرتے تھے بنایا تب وہی بدلی اُس خیمے کے اُوپر اور اُس کے اندرجو مقدس مکان تھا رہی اورخدا اکثر وقت اُس بدلی سے موسیٰ کوپکارکے اُس سے کلام کرتا تھا اورجب قورح

نے اپنی جماعت کے ساتھ اُن حکموں اور طریقوں سے جو
موسیٰ نے خدا کے حکم موافق مقرر کئے تھے مخالفت کر کے
موسیٰ کی مذمت کی تب آگ کے ایک شعلے نے اُس بدلی سے
نکل کے اُن کو جھٹ پٹ ہلاک کردیا چنانچہ یہ احوال موسیٰ
کی ۴کتاب کے ۱۶ باب میں لکھا ہے سو وہ بدلی اس بات کا
ظاہری نشان تھی کہ خدا بنی اسرائیل میں حاضر اور وہ
روحانی پہاڑ جس کا ذکر حواری نے کیا خدا تھا یعنی اس سے
ثابت ہوا کہ خدا اُن کے ساتھ تھا اور ساری نعمت وبرکت جو
بیابان میں سفر کے وقت بنی اسرائیل کو ملی اُسی سے پہنچی
ہے جو اپنے تئیں اُس بدلی سے اُن پر ظاہر کرتا تھا اور یہ بھی
توریت کی آیتوں سے معلوم ہے کہ یہی بادل جو موسیٰ کی
دوسری کتاب کے ۱۳باب کی ۲۱آیت موافق بنی اسرائیل کے
آگے جاتا تھا اسی کتاب کے ۱۴باب کی ۱۹آیت میں خدا کا
فرشتہ اور ۲۴آیت میں خداوند کہلاتا ہے کیونکہ اُس مقام
میں یوں لکھا ہے کہ " خداوند نے پچھلے پہرے اُس آگ اور بدلی
کے ستون میں سے مصریوں کی سپاہ پر نظر کی اور مصریوں کی
سپاہ کو گھبرایا " سو مخفی نہ رہے کہ خدا کا وہ فرشتہ جو پچھلی

آیت میں خداوند یا خدا کہلاتا ہے کوئی اور نہیں مگر مسیح
خدا کا بیٹا جو انجیل کی سابق الذکر آیت کے موافق اُس بادل
میں تھا کیونکہ فرشتے کو خداوند اور خدا نہیں کہہ سکتے اور
وہی جو اُس آیت میں خدا کا فرشتہ کہلایا موسیٰ کی دوسری
کتاب کے ۳۳ باب میں خدا کا چہرہ کہا گیا ہے۔ اس تفصیل
سے کہ جب وہ بنی اسرائیل خدا سے پھر کے اور ایک سونے کا
بچھڑا بنا کر اُس کو سجدہ کرنے لگے تب خدا کا غضب اُن پر
نازل ہوا اور خدا نے موسیٰ کو پکار کہا کہ اس قوم کو کنعان کی
سرزمین میں تو آپ لیجا میں اُن کے ساتھ نہیں جاؤنگا بلکہ
صرف ایک فرشتے کو اُن کے آگے بھیج دونگا لیکن موسیٰ نے
بہت عاجزی سے بنی اسرائیل کے حق میں خدا کی درگاہ میں
دعا مانگی پس خدا تعالیٰ نے اُس کی دعا قبول کر کے باب مذکور
کی ۱۴آیت میں فرمایا ہے کہ " میرا چہرہ ساتھ جائے گا
اور میں تجھے آرام دونگا"۔ بعض مترجمین نے میرے چہرہ کی
جگہ میرے حضور ترجمہ کیا ہے اس معنی سے کہ میرا جلال
ساتھ رہیگا جاننا چاہیے کہ چہرہ یا وجہتہ اللہ کا لفظ اُس کی
روح کا آئینہ اور مظہر ہے اور وہ ذات کا مظہر لاگوس یعنی خدا

کا بیٹا یسوع مسیح ہے جو اُن دیکھے خدا کی صورت اوراس کی
ماہیت کا نقش اوراس کے جلال کی رونق ہے چنانچہ انجیل
سے قبل اس کے بیان ہوا۔ اوراسی طرح وہ جو جنگل میں جلتی
ہوئی جھاڑی میں موسیٰ پر ظاہر ہوا مسیح تھا کیونکہ موسیٰ
کی دوسری کتاب کے تیسرے باب کی ۲آیت میں لکھا ہے کہ "
خدا کا وہ فرشتہ ایک جلتی ہوئی جھاڑی میں ایک آگ کے شعلے
میں اُس پر ظاہر ہوا۔ اوراسی باب کی ۶آیت کے مضمون کے
موافق اس فرشتے نے موسیٰ کو خطاب کرکے کہا کہ " میں
تیرے باپ کا خدا اور ابراہیم کا خدا اور اسحاق کا خدا اور
یعقوب کا خدا ہوں۔اسی لئے موسیٰ نے اپنا منہ چھپالیا کیونکہ
خدا کے دیکھنے سے ڈرا پس ظاہر ہے کہ خدا کا وہ فرشتہ جو
اپنے تئیں خدا کہتا ہے اور کوئی نہیں ہے مگر سیدنا مسیح اور
پھر موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۱۸باب میں بھی وہی فرشتہ
خداوند یعنی خدا کہا گیا جیساکہ لکھا ہے کہ تین فرشتے
ابراہیم کے ڈیرے میں آئے اُن میں سے ایک نے جو اسی باب
کی ۱۳، اور۱۴، اور۲۰ آیتوں میں خداوند کہا گیا اسحاق کے پیدا
ہونے کا وعدہ ابراہیم سے کرکے سدوم کا غارت ہونا بھی اُسے
بتایا ابراہیم نے سدوم کے عادلوں کے لئے دعا مانگتے ہوئے
اُس فرشتہ سے جسے اس نے خداوند جانا تھا غرض کی کہ "
ایسا کرنا تجھ سے بعید ہے کہ نیک کو بد کے ساتھ مار ڈالے
اورنیک وبد برابر ہو جائیں یہ تجھ سے بعید ہے کیا تمام دنیا کا
انصاف کرنے والا انصاف نہ کرے گا"۔ چنانچہ اُسی باب کی
۲۵آیت میں لکھا ہے کہ ان باتوں سے ظاہر ہے کہ جو فرشتہ
خداوند کہا گیا اور جسے ابراہیم نے ساری زمین کا حاکم کہا
ہے کوئی اورنہیں ہے مگر سیدنا مسیح جو یوحنا کے ۵باب کی
۲۲آیت میں آپ کہتا ہے کہ " باپ کسی شخص کی عدالت
نہیں کرتا بلکہ اُس نے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی
"اوراسی طرح وہ بھی جو انسان کی صورت میں یعقوب پر
ظاہر ہوا اور اُسے برکت دے کہ اسرائیل نام رکھا مسیح
تھا۔چنانچہ موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۳۲باب کی ۲۴آیت سے
آخر تک لکھا ہے کیونکہ اُسی شخص نے جو باب مذکورہ کی
۲۴آیت کے موافق آدمی کی صورت میں اُس پر ظاہر ہوا تھا
۲۷، ۲۸ آیتوں میں اُس سے یوں فرمایا کہ " آگے کو تیرا نام
یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا کہ تونے خدا کے ساتھ

اورآدمیوں کے ساتھ شرا کیا اورغالب ہوا" اوریعقوب نے اسی
باب کی ۳۰آیت میں کہا ہے کہ " میں نے خدا کو روبرو دیکھا
اورمیری جان بچ گئی " خلاصہ ان آیتوں سے ظاہر اورمدلل
ہوتا ہے کہ جہاں کہیں توریت میں کہا گیا کہ خدا نے اپنے
تئیں ہمارے پہلے باپ آدم اورنواح اورابراہیم اوراسحاق اور
یعقوب اورموسیٰ اور، اورپیغمبروں پرظاہر اوربیان کیا اوراُن
کے ساتھ باتیں کی ہیں یہ سیدنا مسیح خدا کے اکلوتے بیٹے
یعنی اُس کے ازلی کلمے کی طرف رجوع ہے کیونکہ خدا نے اپنے
تئیں اُس کے وسیلے سے ظاہر کیا اورپیغمبروں سے متکلم ہوا۔

غرض کہ انجیل اورتوریت کی آیتوں سے جو ہم نے
سابق کی فصلوں میں مفصل ذکر اورثابت کی ہیں مسیح کی
الوہیت ایسی ظاہر وثابت ہے کہ اُس شخص کے دل میں جو
تعصب کو کنارے رکھکے انصاف کرے کچھ شک وشبہ باقی نہ
رہے گا لیکن اس لئے کہ مسیح کی الوہیت اور زیادہ واضح
ہوئے اور ہرکوئی اس کو ایسا سمجھ لے جیسا خدا کےکلام
میں بیان ہی لازم ہے کہ حق کا طالب خدا کی پاک ذات کی
تثلیث سے بے خبر نہ رہے لہذا ہم یعون اللہ تعالیٰ تثلیث کی
تعلیم کو اس کتاب کے دوسرے باب میں کلام اللہ کی آیات سے
بیان ومثبت کرینگے۔

دوسرا باب

تثلیث کی تعلیم کے بیان وتفصیل میں

اس باب کو تین فصل پر منقسم کرکے پہلی فصل میں تثلیث کی تعلیم مقدس کتابوں کی آیتوں سے بیان وثابت کرینگے دوسری فصل میں کئی ایک باتیں تثلیث کی شرح وتفصیل میں مذکورکرینگے اورتیسری فصل میں یہ بیان کرینگے کہ خدا کی معرفت اورانسان کی نجات تثلیث کی تعلیم پر وابستہ ہے۔

پہلی فصل

تثلیث کی تعلیم کے بیان اورثبوت میں انجیل اور توریت کی آیتوں سے

جاننا چاہیے کہ جیسے مسلمان ویسے ہی مسیحی بھی خدائے واحد پر جوآسمان اورزمین کا بانی ہے اعتقاد رکھتے ہیں چنانچہ توریت اورانجیل کی آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے جن میں سے دوایک اس مقام میں لکھینگے مثلاً موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۶باب کی ۴آیت میں لکھاہےکہ " سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا کیلا خداوند ہے۔ اوریسعیاہ کے ۴۵باب کی ۵آیت میں ذکر ہے کہ " میں ہی خداوند ہوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ اورانجیل میں پہلے کرنتھیوں کے ۸باب کی ۴آیت میں لکھا ہے کہ " ہم جانتے ہیں کہ بُت ہرگز کچھ چیز نہیں اورکوئی خدا نہیں مگر ایک" پھر افسیوں کے ۴باب کی ۶آیت میں لکھا ہےکہ " ایک خدا جوسب کا باپ کہ سب کے اُوپر اورسب کے درمیان اورتم سب میں ہے" پس ظاہر ہے کہ مسیحی مشرک نہیں ہیں جیساکہ مسلمان بے خبری کی راہ سے کہتے ہیں بلکہ وہ حقیقت میں خدا کی وحدانیت کے معتقد ہیں چنانچہ اگرکوئی وحدانیت کا قائل نہ ہوتو مسیحی بھی نہ ہوگا۔

لیکن خدائے واحد ومہربان نے اپنی بڑی رحمت سے اپنے تئیں اپنے کلام میں باپ اوربیٹے اورروح القدس کے نام سے بیان ومتجلیٰ کیا اس معنی سے کہ مقدس کتابوں کے مضمون کے موافق باپ کا لفظ مطلق اورمغیب ذات سے غرض ہے چنانچہ یوحنا کے ۴باب کی ۲۴آیت میں خدا کو روح یعنی مطلق اورپہلے یوحنا کے ۴باب کی ۸آیت میں

محبت یعنی محبت مطلق کہا ہے اوربیٹے کا لفظ لاگوس
یعنی ازلی علم اورکلمے سے غرض ہے جس کے وسیلے سے خدا
اپنی مغیب اورپوشیدہ ذات کوظاہر وبیان کرتا ہے اسی سبب
سے انجیل میں بیٹے کواُس کے جلال کی رونق اوراُس کی ماہیت
کا نقش کہا ہے پس اُسی کو تجلی ذات اور ذات کا کاشف
ومظہر کہہ سکتے ہیں اورروح القدس کا لفظ اُس منورکرنے
والے اورقوت بخشنے والے سے غرض ہے جس کے وسیلے
سے خدا تاثیر کرتا اوراپنے بندوں کا روشن اورپاک کرنے والا ہے
اس لئے مسیحی باپ کو سب چیزوں کا باعث اورساری
نعمتوں اورسعادتوں کا قاسم جان کے اس مضمون سے اُس
کی عبادت کرتے ہیں کہ خدا ساری نعمتیں اورسب نیکیاں
صرف بیٹے کے وسیلے سے بندوں کو پہنچاتا ہے ایسا کہ وہ نہ
فقط عالم ہی کو اس کے وسیلے سے پیدا کرکے اُن کی رکھوالی کرتا
ہے بلکہ بندوں کو بھی گناہ وعذاب سے چھڑا کر ہمیشہ کی
نجات اورحقیقی نیک بختی بخشتا ہے اورروح القدس کے
وسیلے سے اُن کو روشن اورپاک کرکے اورحقیقی معرفت کی
طرف ہدایت فرماکے مسیح پر ایمان لانا اورنیکی کرنا اُن میں

عمل میں لاتا ہے اورخدا کی پاک ذات کا وہ بیان جس کو
مسیحی تثلیث کہتے ہیں اسی عالیٰ مضمون کے موافق ہے اور
ہر چند تثلیث کا لفظ انجیل میں بعینہ نہیں پایا جاتا لیکن
ذات کے اُس بیان کا بحسب العادت ایسا نام رکھا گیا اس لئے
ہم نے بھی اُس لفظ کو اس کتاب میں مستعمل کیا اوراگرچہ
تعلیم مزبورہ کی نسبت مسیحی باپ اوربیٹے اورروح القدس
کےد رمیان امتیاز رکھتے ہیں اورہر ایک اقنوم کے ساتھ
شخصیت لگاتے ہیں پر نہ اس معنی سے کہ گویا تین ذات یا تین
خدا ہیں بلکہ صرف خدائے واحد کو مانتے اوراُس کی پاک
ذات کی وحدانیت پر کلی اعتقاد رکھتےہیں اس طورپر کہ خدا
کی پاک ذات میں اس طرح سے کہ وحدانیت معدوم نہ ہو تین
مخصوصیت یعنی ذات کے ساتھ تین نسبت ذاتیہ یا تین
اقنوم مستجن ومخفی جانتے ہیں اور ذات کی اس تثلیث
بموجب خدا نے اپنے تئیں مقدس کتابوں میں باپ اوربیٹے
اورروح القدس ہے کہ نام سے بیان کیا ہے لیکن اس بات کی
تفصیل اورثبوت کہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ذات کی وحدانیت
باوجود تین اقنوم کے معدوم نہ ہو انسان کی طاقت سے باہر

ہے کیونکہ انسان اپنے قاصر وہم وفہم سے خدا کی پاک ذات کے
گہراؤ کو نہیں ناپ سکتا اور اپنی ضعیف عقل وگمان سے اُس
مطلق اور مغیب ذات کے بیان کو نہیں پہنچ سکتا پر جاننا
چاہیے کہ اگرچہ کسی نے خدا کی بے پایا ذات کو اب تک
دریافت نہیں کیا اور کبھی نہ کرسکیگا تو بھی سب خدا کے وجود
کے قائل ہیں اس سبب سے کہ خدا نے اپنے تئیں موجودات
اور آدمی کے دل اور عقل اور اپنے مقدس کلام میں عیاں و بیان
کیا ہے اور درحالانکہ آدمی موجودات کی پیدائش کے سبب
خدا کے وجود کے معتقد ہیں حالانکہ اُس کی ذات پاک کو کبھی
کسی نے دریافت نہیں کیا تو تثلیث کے بھید کی نسبت بھی یہی
اعتقاد کافی ہے کہ خدا نے اُس بھید کو اپنے کلام میں بیان اور
ظاہر کیا ہے ہاں جو خدا اُس کو ظاہر نہ کرتا تو البتہ ہم کو بھی
یہی قدرت اور جرات نہ تھی کہ اس مقدمے میں دم اور اس راہ
میں قدم مار کے تثلیث کا ادعا کریں لیکن اب جو خدا نے اس
بھید کو اپنے کلام میں بیان کیا ہے ہر بندے کو واجب ولازم
ہے کہ اگرچہ عقل سے اُس کو نہیں دریافت کرسکتا پھر تمام
اعتقاد اور الفت سے قبول کرکے ایمان لائے خلاصہ اب ذکر
اور ثابت کرینگے کہ خدا نے اپنے کلام یعنی توریت وانجیل میں
فی الحقیقت اپنی پاک ذات کو تثلیث کے ساتھ بیان فرمایا
ہے۔

ازبسکہ سیدنا مسیح کی الوہیت اس سے پیشتر صاف
بیان اور مدلل ہوچکی اس کا ثبوت یہاں ضرور نہیں اور خدا کی
پاک ذات کی اُس مخصوصیت یا اقنوم کا بیان اور ثبوت جو
مقدس کتابوں میں باپ کے نام سے بیان ہوا ہے لازم نہیں آتا
کیونکہ اس کی الوہیت اور توریت اور انجیل کے ہر صفحہ میں
اور اُن بہت سی آیتوں سے جو خدا کی طرف رجوع ہیں ظاہر
ومثبت ہے اب جو باقی رہا سو یہ ہے کہ مقدس کتابوں کی
آیتوں سے بیان اور ثابت کریں کہ ذات الہیٰ کی وہ مخصوصیت
جو اُن کتابوں میں روح القدس اور روح اللہ کے نام سے مذکور
ہوئی الوہیت کے مرتبہ میں ہے اور خدائی صفتوں سے
موصوف ہے۔ جاننا چاہیے کہ جیسا بیٹا یعنی ازلی کلمہ ویسا
ہی روح القدس بھی عالم کی پیدائش کا واسطہ اور وسیلہ ہے
جیساکہ مقدس کتابوں کی آیتوں سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ
موسیٰ کی پہلی کتاب کے پہلے باب کی ۲ آیت میں لکھا ہے کہ "

زمین ویران اورسنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا اورخدا کا روح پانی پر جنبش کرتا تھا" اور۳۳زبور کی ۶آیت میں ذکر ہے کہ" خداوند کے کلام سے آسمان بنے اوراُن کے سارے لشکر اس کے منہ کے دم سے" پوشیدہ نہ رہے کہ بعض مترجمین نے اُس کے منہ کے دم کی جگہ اُسکے منہ کی روح ترجمہ کیا ہے اورروح کا لفظ اچھا ہے کیونکہ یہ آیت اشارہ ہے موسیٰ کی پہلی کتاب کی پہلی فصل پر کہ اُس میں عالم کی پیدائش کے بیان میں خدا کے روح کا بھی ذکرآیا ہے اوراصل عبرانی میں بھی لفظ رواح یعنی روح وارد ہے اور ایسے ہی ۱۰۴زبور کی ۳۰آیت میں جس زبورکا مضمون عالم کی پیدائش اورحفاظت پر شامل ہے ایسا لکھا ہے کہ تو اپنا دم (یعنی اپنا روح) بھیجتا ہے وہ پیداہوتے ہیں اور روئے زمین کو تازہ کرتا ہے۔ اورایوب کے ۳۳باب کی ۴آیت میں کہا ہے کہ" خدا روح نے مجھ کو بنایا ہے اورالقادر کے دم نے مجھ کو زندہ کیا" اس صورت میں کہ ان آیتوں کے مضمون کے موافق عال کی پیدائش روح القدس کے وسیلے سے بھی ہوئی تو ظاہر ہے کہ وہ قادر ہے جیسا روح القدس الوہیت کی اسی صفت سے پہلے

کرنتھیوں کے ۱۲باب میں بھی موصوف ہوا ہے چنانچہ باب مذکورمیں اُن نعمتوں او رکرامتوں کی جو حواریوں اورپہلے مسیحیوں کو پہنچیں گفتگو ہوکر ۱۱آیت میں مرقوم ہے کہ وہی ایک روح (یعنی روح القدس یہ سب کچھ کرتا ہے اورجیسا چاہتا ہے ہر ایک کو بانٹتا ہے" اورپھر پہلے کرنتھیوں کے ۲باب کی ۱۰آیت میں عالمیت کی صفت بھی روح القدس سے منسوب ہوئی چنانچہ لکھا ہے کہ " خدا نے اُن کو اپنے روح کے وسیلے سے ہم پر ظاہر کیا ہے کہ روح ساری چیزوں کو بلکہ خدا کی عمیق باتوں کو بھی دریافت کرلیتا ہے " اوراسی صفت کو مسیح نے بھی روح القدس سے نسبت دے کہ یوحنا ۱۶باب کی ۱۳آیت میں اپنے شاگردوں سے وعدہ دے کہ کہا کہ" جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گا اس لئے وہ اپنی نہ کہیگا لیکن جو کچھ سنیگا سو کہیگا اورتمہیں آئندہ کی خبردیگا۔ اوراس لئے روح القدس یوحنا کے ۱۴باب کی ۱۶، ۱۷، ۲۶ آیتوں میں اصل یونانی میں پاراقلت کہلایا جس کا ترجمہ مدد اورتسلی دینے والا ہے اور افسیوں کے پہلے باب کی ۱۷آیت میں حکمت اورکشف کا روح

کہا گیا پس درحالانکہ روح القدس سب چیزوں کو تحقیق
اورخدا کی ذات کی عمیق باتوں کو دریافت کرتا ہے اوراس نے
حواریوں کو ساری سچائی کی رہنمائی کی اورآئندہ باتوں کا
اظہاراُن سے کیا تو صاف ظاہر ہے کہ وہ عالم اورالوہیت کے
مرتبے میں ہے اوراس کے سوا آئندہ آیتوں میں روح القدس
خدا بھی کہلایا گیا جیساکہ اعمال کے ۵باب کی ۳، ۴، آیتوں
میں لکھا ہے کہ پطرس حواری نے حننیاہ سے جس نے مکر اور
ریاکی راہ سے اُسے جھٹلایا تھا تقریر کرکے فرمایاکہ " اے حننیاہ
کیوں شیطان تیرے دل میں سمایا کہ روح القدس سے جھوٹ
بولے اورزمین کی قیمت میں سے کچھ رکھ چھوڑے کیا یہ جب
تک تیرے پاس تھی تیری نہ تھی اورجب بیچی گئی تیرے
اختیار میں نہ تھی تونے کیوں اس بات کو اپنے دل میں جگہ
دی تونے آدمیوں سے نہیں بلکہ خدا سے جھوٹ بولا"۔

یعنی روح القدس جسے حننیاہ نے جھٹلایا آدمی نہیں
بلکہ خدا ہے پھر حقیقی مسیحیوں کےدل اس لئے کہ روح
القدس اُن میں سکونت کرتا ہے خدا کی ہیکل کہلاتے ہیں
چنانچہ پہلے کرنتھیوں کے ۳باب کی ۱۶آیت میں لکھا ہے کہ "کیا
تم نہیں جانتے کہ تم خدا کی ہیکل ہو اورخدا کا روح تم میں
بستا ہے" پس حقیقی مسیحی جو اس سبب سے کہ روح القدس
اُن کے دل میں ساکن ہے خدا کی ہیکل کہلاتے ہیں توظاہر ہے
اورآشکارا ہے کہ روح القدس الوہیت کے مرتبے میں ہے اور
اس آیت میں خداکا لفظ اُس سے منسوب ہوا۔

اوراسی طرح روح القدس کی الوہیت آئندہ آیتوں سے
بھی معلوم اورثابت ہوتی ہے جن کے مضمون کے موافق
ایمانداروں پر لازم اورواجب ہے کہ جیسا باپ اوربیٹے پر ویسا
ہی روح القدس پربھی ایمان لاکے اُسکی عبادت اوربندگی کریں
اورعنایت اورنعمت کی اُمید اُس سے رکھیں جیساکہ متی کے
۲۸باب کی ۱۸، ۱۹، ۲۰آیتوں اور مرقس کے ۱۶باب کی ۱۵،
۱۶آیتوں میں لکھا ہے کہ مسیح نے صعود کے وقت اپنے
شاگردوں سے فرمایا کہ"آسمان اورزمین کا سارا اختیار مجھے دیا
گیا اس لئے تم جاکے سب قوموں کو باپ اوربیٹے اور روح
القدس کے نام سے بپتسمہ دے کہ شاگرد کرو اورسکھلاؤ کہ اُن
سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم کیا ہے اور
تمام دنیا میں جاکے ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی

منادی کروجو ایمان لاتا اوربپتسمہ پاتا ہے نجات پائے گا اورجو ایمان نہیں لاتا اُس پر سزا کا حکم کیا جائے گا۔ پس اِن آیتوں کے موافق اُس شخص پرجو اپنے گناہوں کی خلاصی اور ہمیشہ کی نجات کا طالب ہو لازم اورواجب ہے کہ جیسا باپ اوربیٹے پر ویسا ہی روح القدس پر بھی ایمان لا کے اصطباغ پائے اورجس طرح کہ اُس نے باپ اوربیٹے کی عبادت اوربندگی اپنے اُوپر قبول کی اُسی طرح روح القدس کی اُن تحریکوں کی اطاعت کو بھی جن سے وہ ایمانداروں کے دلوں کو بھلائی کےلئے متحرك اورمائل کرتا ہے اپنے اُوپر قبول کرکے تابعداربنے اب اِن کلمات میں تینوں اقنوم کا ذکر ہے اورروح القدس بلاتفاوت باپ اوربیٹے کے برابر گنا گیا پھر دوسرے کرنتھیوں کے ۱۳باب کی ۱۴آیت میں تین اقنوم کا اشارہ ہوکر روح القدس باپ اوربیٹے کی طرح عین نعمتیں اور برکتیں کہلاتا ہے جیساکہ اس آیت میں پولوس حواری نے ایمان لانے والوں کےلئے دعا مانگ کر کہا ہے کہ" سیدنا مسیح کا فضل اورخدا کی محبت اورروح القدس کی رفاقت تم سبھوں کے ساتھ ہوئے آمین" اورپھر مسیح نے اقانیم کا اشارہ وبیان کرکے یوحنا ۱۵ باب کی ۲۶آیت میں یوں فرمایا ہے کہ" جب وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنی روح حق جوباپ سے نکلتا ہے آئے تووہ میرے لئے گواہی دے گا۔ اب ان آیتوں میں ذات پاك کی تثلیث کے تینوں اقنوم ذکروبیان ہوئے ہیں اوراِن آیتوں اوراگلی باتوں کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ تثلیث کی تعلیم انجیل میں واضحتہً بیان ومثبت ہوئی ہے چنانچہ فقط وہ شخص اس تعلیم کا انکارکرے گا جو انجیل کا منکر ہو۔

بعض مسلم علماء نے دعویٰ کیا ہے کہ روح اللہ اورہی اور روح القدس اورہی اور کہتے ہیں کہ کتب مقدسہ میں یہ دونوں ایك معنی سے نہیں آئے ہیں سو اُن کا یہ دعویٰ باطل ہے چنانچہ اُن آیتوں سے جوہم نے روح القدس کی الوہیت کی اثبات میں اس باب میں مرقوم کی ہیں اُن کے دعویٰ کا بطلان ثابت ہوتا ہے اوراُس کے سوا آئندہ آیتوں میں روح القدس کو صاف روح اللہ کہا ہے مثلاً ۵۱زبورکی ۱۱آیت میں مذکورہے کہ " مجھ کو اپنے حضورسے مت ہانك اوراپنا روح پاك مجھ سے مت نکال اورافسیوں کے ۴باب کی ۳۰آیت

میں مرقوم ہے کہ " خدا کے روح مقدس کو جس سے تم پر چھٹکارے کے دن تک مہر ہوئی رنجیدہ مت کرو" اب اِن آیتوں سے صاف معلوم وثابت ہوتا ہے کہ روح اللہ کا لفظ اورروح القدس کا لفظ توریت وانجیل میں ایک معنی سے آیا ہے۔

جاننا چاہیے کہ اُن آیتوں کے مضمون کے موافق جوہم نے تثلیث کی تعلیم کے بیان میں لکھی ہیں ظاہر ہے کہ انجیل میں اُس کا اشارہ ہوا ہے کہ باپ اوربیٹے اورروح القدس کے درمیان امتیاز واقع ہے باوجود اس کے پھر جیسا کہ باپ کے ویسا ہی بیٹے اورروح القدس کے ساتھ بھی خدائی کی ذات اورصفتیں اورالوہیت کا مرتبہ فی الحقیقت منسوب ہے لیکن نہ اس معنی سے کہ گویا ہر ایک یعنی باپ اوربیٹا اورروح القدس جدا جدا خدا ہوبلکہ اس معنی سے کہ فقط ازلی وحدانیت میں جس کے موافق باپ اوربیٹا اورروح القدس فی الحقیقت ایک ہیں بیٹا اورروح القدس خدا ہیں اسی سبب سے مسیح نے کسی جگہ نہیں کہا کہ میں باپ سے الگ ایک خدا ہوں بلکہ ہر وقت اورہر جگہ اپنی الوہیت کو اُسی وحدانیت سے جوباپ کے ساتھ رکھتا ہے ثابت اوراپنی خدائی کا اشارہ کیا جیسا کہ مسیح نے یوحنا ۱۰باب کی ۳۰ آیت میں کہا ہے کہ" میں اورباپ ایک ہیں " اوراُسی انجیل کے ۱۴باب ۱۱آیت میں لکھا ہے کہ" میری بات یقین کرو کہ میں باپ میں ہوں اورباپ مجھ میں" اوریوحنا کے ۱۷باب کی ۱۰آیت میں پھر خود سیدنا مسیح نے فرمایاکہ" اے باپ سب تیرے میرے ہیں اورتیرے میرے ہیں" اوریوحنا کے ۵باب کی ۱۹آیت میں پھر فرمایاکہ " میں تم سے سچ سچ کہتاہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کرسکتامگر جو کچھ کہ وہ باپ کو کرتے دیکھتا ہے کیونکہ جو کام وہ کرتاہے بیٹا بھی اسی طرح وہی کرتا ہے۔ اورروح القدس کی نسبت مسیح نے یوحنا کہ ۱۶باب کی ۱۳سے ۱۵آیت تک ایسا کہاہے کہ " جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گا اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گا لیکن جو کچھ وہ سنیگا سو کہیگا اورتمہیں آئندہ کی خبردے گا میری بزرگی کرے گا اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گا اورتمہیں دکھائے گا سب چیزیں جو باپ کے ہیں میری ہیں اس لئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لے گا اورتمکو

دکھائے گا" اوراس ازلی وحدانیت کے سبب روح القدس جیسا
باپ کا روح ویسا ہی بیٹے کا روح بھی کہلاتا ہے جس طرح کہ
متی ۱۰باب کی ۲۰آیت میں لکھا ہے کہ " کہنے والے تم نہیں بلکہ
تمہارے باپ کا روح تم میں بولے گا" اورگلتیوں کے ۴باب کی
۶آیت میں بیان ہے کہ " اس لئے کہ تم بیٹے ہو خدا نے اپنے بیٹے
کا روح تمہارے دلوں میں بھیجا جو ابا یعنی باپ پکارتا ہے"۔
اوررومیوں کے ۸باب کی ۹آیت میں لکھا ہے کہ" تم جسمانی
نہیں بلکہ روحانی ہو اگر خداکا روح تم میں بستا ہے پر جس
میں مسیح کا روح نہیں اُس کا نہیں" اب دیکھو ان آیتوں میں
روح القدس خدا کا روح بھی کہا گیا اور مسیح کا روح بھی اور
سابق الذکر آیتوں کے مضمون سے ظاہر ہوا ہے کہ جیسا
باپ سے ویسا ہی بیٹے اورروح القدس کے وسیلے سے عالم پیدا
ہوا اور نجات اورگناہوں کی معافی او رمردوں میں کی قیامت
اور روزِ حشر کا انصاف باپ اوربیٹے کے ساتھ رجوع
اورمنسوب ہے جیساکہ مقدس کتابوں کی ان آیتوں سے یعنی
یسعیاہ کے ۶۳باب کی ۱۶آیت اورلوقا کے پہلے باب کی ۶۸اور
۶۹اورفلستیوں کے پہلے باب کی ۱۲، ۱۳آیتوں اوررومیوں کے
۳باب کی ۲۳سے ۲۵آیت تک اور پہلے کرنتھیوں کے ۶باب کی
۱۴آیت اورمکاشفات کے ۱۴باب کی ۷آیت اوریوحنا کے
۵باب کی ۲۱، ۲۲آیتوں سے صاف ظاہر ہے خلاصہ خدائے
واحد ومطلق ومغیب فقط بیٹے اورروح القدس کے وسیلے سے
اپنے تئیں بیان وظاہر کرتا اورمرید وفاعل ہے پس جیساکہ فی
الحقیقت ایک ہی ذات ہے ویسا ہی اس میں صرف ایک
مشیت اور فعل بھی ہے اس طرح سے کہ باپ بیٹے اورروح
القدس خدائے واحد حقیقی ہے اوربس جس کو ابدتک عزت
وجلال ہوجیو"آمین۔

مخفی نہ رہے کہ نسبت ثلاثہ ذات کے ساتھ جو انجیل
میں باپ اوربیٹے اورروح القدس کے نام سے بیان ہوئی ہے
توریت میں بھی اس بھید کا اشارہ ہوا ہے اس تفصیل سے کہ
یہ بھید توریت کی اُن سب سابق الذکر آیتوں سے جو مسیح کی
الوہیت پر دلالت کرتی ہیں سمجھاجاتا ہے اوراُن آیتوں سے
بھی معلوم ہوتا ہے جس میں خداوند کا فرشتہ ہر چند خدا
سے جدا ہے پھر خدا کہلاتا ہے چنانچہ ہم ایسی کئی ایک
آیتوں کو گذشتہ باب کی آخری فصل میں ذکر کرچکے اب اس

مقام میں صرف موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۱۹باب کی ۲۴آیت کو
جس میں سدوم اورغمورا پر قہر الہیٰ نازل ہونے کا بیان ہے
رجوع کرینگے چنانچہ لکھا ہے کہ" خداوند نے سدوم اورغمورا
پر گندھك اورآگ خداوند کی طرف سے آسمان سے برسائی۔
اب اس آیت میں خداوند کا لفظ دودفعہ مذکوراورہر دفعہ
مراد خدا سے ہے اورایسے ہی توریت کی وہ آیتیں بھی جن میں
خدا کی بابت جمع کے لفظ سے گفتگو ہوئی ہے خدا کی ذات
کے تین اقنوم پر دلالت کرتی ہیں مثلاً موسیٰ کی پہلی کتاب کے
پہلے باب کی ۲۶آیت میں لکھا ہے کہ خدا نے کہا کہ" ہم آدم کو
اپنی صورت اوراپنی مانند بنائیں" پھر اُسی کتاب کے ۳باب کی
۲۲آیت میں لکھا ہے کہ" خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ آدم
نیك اوربد کی پہچان میں ہم میں سے ایك کی مانند ہوگیا" پھر
نسبت ثلاثه ذات بذات یعنی اقنوم ثلاثه اُن باتوں سے اورزیادہ
ظاہر اورمعلوم ہوتی ہے جو خدا نے موسیٰ کو بنی اسرائیل
کے تئیں برکت دینے کےلئے فرمائیں چنانچہ موسیٰ کی ۴آیت
کتاب کے ۶باب کی ۲۲ سے ۲۴آیت تك لکھا ہے کہ" خداوند نے
موسیٰ کو خطاب کرکے فرمایا کہ ہارون اوربنی ہارون کو فرما
اورانہیں کہہ کہ تمہیں چاہیے کہ بنی اسرائیل کے حق میں
یوں دعا کرو اورانہیں کہو خداوند تجھے برکت بخشے اورتیرا
نگہبان رہے خداوند اپنے چہرہ کا جلواہ تجھے دکھائے اورتجھ
پر رحم کرے خداوند اپنا چہرہ تجھ پر متوجه کرے اورتجھے
سلامتی بخشے وہ میرانام لے کہ بنی اسرائیل کےلئے دعا کریں
اورمیں انہیں برکت بخشونگا" ان آیتوں میں خداوند کا لفظ
جو خدائے واحد سے غرض ہیں تین بارذکرہوا پہلے اس معنی
سے کہ وہ سب نعمتوں اوربرکتوں کا مطلق اورمغیب اصل
اوربرکت دینے والا اور نگہبان ہے اوردوسرے خداوند کا لفظ
دودفعہ چہرے کی صفت سے جو ذات کی مظہر اورکاشف ہے
ذکر ہوا پہلی دفعہ اس معنی سے کہ وہ نوراورعین معرفت
اورنعمت اوررحمت ہے جوبیٹے سے غرض ہے کیونکہ
انجیل کی اُن آیتوں کے موافق جو سابق میں ذکرہوئیں حقیقی
معرفت اورخدا کی رحمت اورسب نعمتیں فقط بیٹے کے
وسیلے سے بندوں کو پہنچتی ہیں اوردوسری دفعہ اس معنی
سے کہ وہ عین سلامتی اورباطنی تسلی ہے جوروح القدس سے
غرض ہے کیونکہ انجیل کاآیتوں سے معلوم ہوتاہے کہ وہ

ایمانداروں کے دلوں کو تسلی اورآرام دینے والا ہے اوراس قسم کی اورآیتیں توریت میں پائی جاتی ہیں مثلاً یسعیاہ کے ۴۸باب کی ۱۶آیت میں مذکور ہے کہ" اب خداوند نے اوراُس کے روح نے مجھ کو بھیجا ہے" مخفی نہ رہے کہ مفسرین نے اس آیت کو دو طرح پر تفسیر کیا ہے بعض نے تو کہا ہے کہ اس آیت میں نبی متکلم ہے اوراس صورت میں آیت کا اشارہ صرف دواقنوم یعنی باپ اورروح القدس کی طرف ہے اوربعض کہتے ہیں کہ آیت کا متکلم خود خدا ہے اوریہ بات اصح ہے سواس حالت میں خدا کا ازلی کلمہ متکلم ہوگا اورآیت کا اشارہ تینوں اقنوم یعنی باپ بیٹے روح القدس کی طرف ہے اورایسی ہے اور آیتیں بھی توریت میں ہیں جن میں خدا کی پاک ذات کی تثلیث کا اشارہ ہوا ہے چنانچہ جب کوئی انجیل کے مضمون سے واقف ہو تو اس پر یہ باتیں خوب ظاہر ہوجائینگی کیونکہ توریت کے اکثر مطلب اور تعلیمات انجیل میں مبین اورمکمل ہیں جیساکہ میزان الحق کے پہلے باب کی دوسری فصل میں اوردوسرے باب کی تیسری فصل میں مفصلاً بیان اورثابت ہوگا ہے اوراسی طرح تثلیث کی تعلیم بھی جو توریت میں صرف اشارے کے طورپر ذکر ہوئی انجیل میں واضحتہً بیان ہوئی ہے اوراسی سبب سے جب تک کوئی انجیل کے مضمون کو نہ سمجھے وہ توریت کے اکثر مطلبوں کو جیساکہ چاہیے نہ سمجھیگا جس طرح کہ اس زمانے کے یہودی باوجود کہ توریت اُن میں مستعمل ہے پھر بھی اسی سبب سے کہ انجیل کے معتقد نہ ہوکر اس کی طرف رجوع نہیں کرتے توریت کے اکثر مطلب اُن سے پوشیدہ ہیں۔

پر ہرچند کہ تثلیث کی تعلیم انجیل میں صاف بیان اورظاہر ہوئی ہے تو بھی عالم الغیب خدا نے اپنی حکمت اور معرفت کے موافق لازم اورمفید نجانا کہ اپنی مغیب ذات کے اس بھید کو اُس سے زیادہ جو ذکر ہوا بندوں پرظاہر اوربیان فرمائے اوراس لئے کہ آدمی کی قاصر عقل خدا کی بے انتہا ذات کے بھیدوں کے دریافت کرنے میں لاچار ہے تو وہ اُس سے زیادہ جو خدا کے کلام میں بیان ہوا ہے نہیں کہہ سکتا اوراس نکتے کو نہیں سمجھ سکتا کہ ہرچند خدا کی ذات میں باپ اوربیٹے اورروح القدس کے درمیان حقیقی امتیاز ہے پھر ذات کی وحدانیت زائل نہیں ہوتی اورتثلیث کی تعلیم سے ذات

کو نقصان اورقصور نہیں پہنچتا بلکہ حقیقت میں صرف ایک خدائے واحد حقیقی ہے اوربس خلاصہ اس باب میں چاہئیے کہ آدمی خاک زاد خاموشی اختیار کرے اورخدا کےکلام کا معتقد ہوکراپنی اطمینان کرے کیونکہ خدا ایسا علیم ہے جس کا عام دونوں جہان کی سب چیزوں کو احاطہ اور دریافت کرتا ہے پر وہ آپ دریافت میں نہیں آتا اورایسا حکیم ہے جس کی بے انتہا حکمت کے دریا سے انسان کی حکمت صرف ایک قطرہ اورجس کے جلال کے نورسے آدمی کی روحانی عقل فقط ایک ذرہ ہے۔ اوراگرچہ آدمی خدا کی ذات کے اس بھید کو بالکل دریافت نہیں کرسکتا توبھی یہ بندہ جرات کرکے خدائے تعالیٰ کی مدد سے آئندہ فصل میں اس بھید کے بیان اورتفصیل میں کئی ایک باتیں بیان کرے گا تاکہ اس وسیلے سے وحدت میں تثلیث کے ممکن ہونے کی صحت طالبان حق کے خیال کے نزدیک اورپاک دلوں کی فکر کے قریب ہوئے۔

دوسری فصل

چند باتیں تثلیث کی تفصیل میں

تثلیث کی تعلیم کے موافق جو ہم نے گذشتہ فصل میں انجیل کی آیتوں میں سے بیان کی ہے چاہیے کہ خدا کے کلام کا معتقد ذات الٰہی کی وحدت میں اقانیم ثلاثہ کا قائل ہوکے نسبت ثلاثہ ذات بذات قبول کرے لیکن توایسی بات سے وحشت کرکے کہیگا کہ ذات واحد میں تثلیث اور وحدت میں کثرت کیونکر ہوسکتی ہے۔ جواب یہ ہے کہ اُن باتوں کے سوا جو اس سے پہلے ہم نے اس اعتراض کے رد میں ذکر کی ہے بندہ تجھ سے یہ درخواست کرتا ہے کہ تعصب کو کنارے رکھکے آئندہ باتوں پر خوب متفکر اور متوجہ ہو اور جب تواُن کو خوبی اوردرستی سے سمجھ چکے تب میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تعجب اور حیرت سے نکل کہ اوراس حکمت کو جو خدا کی ذات کے اس بھید میں ہے سمجھ کراُسے دل وجان سے قبول کرے گا۔

پوشیدہ نہ رہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام کے سوا موجودات میں بھی اپنے تئیں ظاہر وبیان کیا ہے اورجیسا کہ

موجودات میں خدا کا بیان اور اظہار صرف کلام الٰہیٰ کے وسیلے سے اچھی طرح سمجھا جاتا ہے ویسا ہے جو کوئی اُن قوتوں کو جو موجودات میں ظاہر ہیں سمجھے اور مخلوقات کی صفتوں اور تاثیروں اوریک دیگرے کے علاقوں سے خبردار ہو تو اس وسیلے سے خدا کے کلام کے بعض مطلب اور تعلیمات اورزیادہ اُس پر واضح ہو جائیگی پس تثلیث کی تعلیم کی نسبت بھی ایسا ہی ہے ہر چند کہ کثرت فی الوحدت اُس شخص کو جس نے اس مقدمے میں فکر دقت نہیں کہ بیہودگی او رناممکن دکھلائی دیگی مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ ہر عقلمند نازك فکر اورہوشیارشخص اس نکتے میں ایك حکمت پائے گا ہاں اگرکوئی کہے کہ تین ذات ایك ذات اور تین چیزایك چیزہوسکتی ہے تو وہ بڑا نادان ہے اورایسی بات سراسر خلاف ومحال ہے لیکن مسیحی جو مقدس کتابوں کے مضمون سے واقف ہو ایسی بات ہرگز نہ کہے گا اس لئے کہ ان کتابوں کے مضمون اس معنی پر نہیں آئے ہیں بلکہ جیساکہ پہلے ذکر ہوا صرف نسبت ثلاثہ ذات بذات پر جو انجیل میں باپ اوربیٹے اورروح القدس کے نام سے بیان ہوئی ہے دلالت کرتےہیں اور وحدت میں اس طرح کی کثرت کا نمونہ مخلوقات میں پایا جاتا ہے کیونکہ نسبت ثلاثہ یا کثرت فی الوحدت اکثرموجودات میں ظاہر وعیان ہی جاننا چاہیے کہ ساری موجودات خدا کے خیالوں کااظہار اوربیان ہے جوعالم کی پیدائش میں ظاہر اورگویا مجسم ہوکر مرئی ہوئی ہیں اس ارادے پر کہ آدمی اُن کو دیکھ کر دیدنی چیزوں کی سیڑھی سے نادیدنی چیزوں کی سمجھ کو پہنچے اوراس لئے عالم فانی کا بندوبست عقلمند اورطالب حق کےلئے مکتب خانہ ہے جس میں عالم باقی وروحانی کا اول علم سیکھتا ہے اوراگرآدمی گناہ کے سبب خدا سے دورنہ ہوتا اوراُس کی عقل اسی دوری علت سے تاریك نہ ہوجاتی البتہ اس وقت آدمی موجودات اور اپنا باطنی فہم کے وسیلے سے خدا کو اوراپنے تئیں بالکل پہچان لیتا اس طرح کہ لکھا ہوا کلام پھر اس کو ضرور نہ ہوتا اس محتاجی اورتاریکی کی حالت میں جس میں آدمی گناہ کے سبب اب اگرفتار ہے خدا کو اوراپنے تئیں فقط خدا کے کلام کی رہنمائی سے پہچان سکتا ہے۔

اب دوایک مثالیں موجودات سے ذکر کے ثابت کرینگے
کہ کثرت فی الوحدت ممکن بلکہ واقع ہے تاکہ اُن کے دھیان
کرنے سے یہ خیال کہ ذات الہیٰ کی وحدانیت میں تثلیث
ممکن ہے داناؤں کے قریب الفہم ہوئے جاننا چاہیے کہ
موجودات کی ہر ایک چیز میں تین حقیقی نسبتیں ہیں جن پر
اُس کا وجود مشتمل ہے یعنی ذات اور صورت اور قوت
اورظاہر ہے کہ یہ تین نسبتیں ذاتی ہیں کیونکہ اگر تو اُن میں سے
ایک کو اپنی فکر میں اُس چیز سے جدا کرے تو خود وہ چیز
نیست ہوجائے گی اودرحالانکہ مرئی چیزوں میں سے کوئی
بغیر اُن نسبتوں کے موجود نہیں رہ سکتی تومحال ہے کہ کسی
میں یہ کثرت نہ ہوئے اورہر چند کہ ہر چیز کا وجود قوت اور
صورت کے علاقے سے ظاہر ہوتا ہے پھر اُس کا وجود اُن
دونوں میں سے کسی پر منحصر نہیں ہے اورویسے ہی نوریا آگ
اصل ذات اورتابش یعنی چمک اورگرمی پر مشتمل ہے اورہر
چند کہ نوراورتابش اورگرمی کے درمیان حقیقی تمیز واقع ہے
پھر حقیقت میں ایک ذات اورعنصر ہے اورروشنی اورآگ یا
گرمی باوجود کہ ذات کی نسبت غیر مرئی ہوئی پھر اُس کی تاثیر
سب چیزوں پر ساری اورمجازی زندگی پر جاری ہے اس
واسطے حاضر اورغائب خدا کےلئے ایک ظاہر نمونہ اورمثل
ہے اورجس طرح کہ نورکی غیر مرئی وپوشیدہ ذات اُس کی
تابش کے وسیلے سے ظاہر ہوتی اوراُس کی گرمی اثر کرتی ہی اُسی
طرح مغیب خدا نے اپنے تیئں اپنے ازلی کلمے یعنی بیٹے میں
بیان اورظاہر کیا اوربیٹے اورروح القدس کے وسیلے سے فاعل
ہے اوروحدت میں ایک نوع کی تثلیث خود انسان میں بھی
ظاہر ہے اس نہج سے کہ انسان روح اورجان اوربدن پر مشتمل
ہے اورہرچند کہ اُس کے وجود میں یہ کثرت موجود ہے
توبھی ایک ہی شخص ہے جاننا چاہیے کہ روح انسان کے
باطنی وجود سے غرض ہے جس کے سبب وہ ہدایت کا
محتاج اورتکلیف کے قابل ہے اورجان جوروح اوربدن کے
درمیان ہے نفس ناطقہ سے مراد ہے علماء محمدیہ نے انسان
کوان تین چیزوں سے تعبیر کیا ہے ایک تو نفس ناطقہ جسے وہ
کلیات کا مدرک جانتے ہیں دوسرے جان سے روح حیوانی
کہتے ہیں تیسرے بدن مگر پہلی بات اولیٰ ہے اورانجیل کے
اُس قول سے بھی مطابق ہے جو پہلے تھسلنیکیوں کے ۲۳باب کی

۵آیت میں مرقوم ہے پھر انسان کا باطنی وجود ہستی اورعلم
اورارادے پر مشتمل ہے اورانسان کا کلمہ فکریہ پر مبنی ہے
جسے خود اُس کے سواکوئی دوسرا نہیں جانتا لیکن کلمے میں
بیان اورظاہر ہوتاہے گویا صورت باندھتا ہے اورجب فکر
متکلم ہوتاتو وہ قوت جو فکرمیں پوشیدہ ہے کلمے کے وسیلے
سے ظاہر ہوکے دوسرے پر تاثیر کرتی ہے پس ان تمثیلوں سے
ظاہر اوریقین ہے کہ موجودات میں بھی ذات الٰہی کی تثلیث
کے بھیدکا اشارہ ہواہے اور جوشخص اُن پر متوجہ ہوکے
چشم بصیرت سے نظر کرے تو اُس پر ظاہر ہو جائیگا کہ وہ
وحدت فی الکثرت محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔ اوراُس کے
سوا محال ہے کہ وجود ذی عقل وحدت مطلق ہو کیونکہ
ایسا وجود عقل اورعلم سے خالی اورارادے اور فعل کی قوت
سے خاجر نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ اگرانسان کو عقل اورعلم
اورارادے اورکام کی قوت وقدرت نہ ہوتی تو اُس کی انسانیت
نیست ونابود ہوجاتی پس ظاہر ہے کہ انسان اور ہر ذی عقل
کا وجود وحدت محض نہ ہوگا بلکہ چاہیے کہ ایک نوع کی
تثلیث پر مشتمل ہویعنی لازم ہے کہ اُس میں ہستی اور
ہستی کا علم اورارادہ وفعل کی قوت ہو اوریہ خدا کی نسبت
بھی صحیح ہے کیونکہ خدا کے کلام سے بیان اورعالم کی
پیدائش سے عیاں ہے کہ وہ قادر اورعالم وحاکم اور زمین
وآسمان کا پیدا کرنے والا ہے پس چاہیے کہ اُس کی پاک ذات
میں علم اورارادہ وفعل کی قوت ہو لہذا لازم آتا ہے کہ علم
ذات سے اورارادہ ذات وعلم سے امتیاز رکھتا ہو اس حالت میں
ضرور ہے کہ شخص حق جو نسبت ثلاثہ ذات بذات کا قائل
ہوکے تثلیث کوقبول کرے کیونکہ جو شخص فقط
وحدانیت ہی کو مانے اُس کو چاہیے کہ اُس علم اورارادے
سے جو خدا کی ذات میں ہے انکارکرے اس واسطے کہ اگر اُن کو
قبول کرے تو وحدت محض نہیں بلکہ وحدت میں کثرت
ہوگی اور اگر کوئی خدا کی ذات کے علم اورارادے کا منکر ہو
تو ایسے شخص کی خلاف اورباطل فکر کے موافق خدا فقط ایک
خیال یا ایک وجود بے عقل وعلم وارادہ ٹھہر کے نعوذ باللہ
آدمی سے بھی کمتر یعنی کچھ نہ ہوگا پر ایسے جھوٹے خیال
سراسر کفر ہیں پس ہر صاحب عقل پر یقیناً ظاہر ہوگا کہ
خدا کی ذات وحدت محض نہیں بلکہ تثلیث پر مشتمل ہے

چنانچہ خدائے تعالیٰ نے اپنے تئیں اپنے کلام میں اسی عبارت اور تفصیل سے بیان فرمایا ہے جیساکہ مذکورہوا لیکن اس حالت میں عقل کو تردد وسرگردانی ہوتی ہے کیونکہ ایک طرف سے عقل صحیح کے تقاضا کے موافق لازم آتاہے کہ وجود مطلق وحدت محض ومطلق ہو اورپھردوسری طرف سے اُسی عقل کے تقاضا کے موافق یوں لازم آتاہے کہ خدا کی ذات میں علم اورارادہ بھی ہومگر اس صورت میں کہ وہ وحدت محض اُس کو قبول نہیں کرتی ہے پس انسان باوجود تمام عقل وکمال کے اس مقام میں لاچار وسرگردان رہتاہے لیکن یہ کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ خدا کی پاک ذات کو دریافت کرنا اورسمجھنا عقل کی طاقت وحکم سے باہر ہے اور عقلمندوں کےلئے اسی سرگردانی ولاچاری میں یہ حکومت اورنصحیت نکلتی ہے کہ میزان حقیقت انسان کی تاریک عقل میں نہیں بلکہ صرف خدا میں ہے اوربندوں کےلئے فقط خدا کے کلام سے حاصل ہوتی ہے اوربس اورجب تک آدمی دل سے اُس پر رجوع نہ کرے ابدتک حقیقت کو نہ پائے گا۔

جاننا چاہیے کہ اشیا کی اس نسبت ثلاثہ کوایک راہ سے صفات ٹھہرا کے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ شکل وقوت جسم کی صفت اورتابش وگرمی آگ کی صفت ہے اورعلم اوارادہ ذی عقل کے وجود کی صفت ہوتی ہے لیکن پھر ایسی صفتیں ہیں جو واحد چیز کی لازم اورملزوم ہیں۔ اس طرح کہ جب اُن میں سے ایک نہ ہوئے تواُس چیزکا وجود بھی نہ ہوگا جیساکہ ذکر ہوا اورغوکرنے کا مقام ہے کہ یہ نسبتیں اورصفات ازلیہ کہ ساری صفتیں انہیں پر مبنی ہیں تین صفتوں پر منحصرہیں اوریہ بھی ظاہر ہے کہ اُن تین نسبتوں کو جو روح اورجان اوربدن سے غرض ہے صفتیں نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ یہ کوئی نہیں کہیگا کہ بدن یا روح یا جان انسان کی صفتوں میں سے ہے بلکہ اُن میں سے ہرایک اپنی خاص صفتیں رکھتی ہے چنانچہ آدمی کی سب صفتیں انہیں تین نسبتوں پر مبدنی ہیں اوراُس کی وحدانیت اورشخصیت اُن پر شامل ہے اوراگرچہ موجودات کی وہ مثالیں خدا کی پاک ذا ت کی تثلیث کے بھید کو جیساکہ چاہیے ظاہر اوربیان نہیں کرتیں اس لئے کہ خدا میں وحدت حقیقی بھی ہے اورتثلیث حقیقی بھی ہے اورایسی تثلیث کسی

مخلوق کی ذات میں نہیں ہے کیونکہ موجودات میں خدا کی
ذات کی مثل اورمانند نہیں ہے اس جہت سے موجودات میں
بعینہ اس تثلیث کی تشبیہ بھی نہیں پائی جاتی بلکہ صرف اُس
کا ایک نمونہ اوراشارہ ہے جیساکہ بیان ہوا اوراسی سبب سے
وہ مثالیں قاصر اورناقص تشبیہ ہیں توبھی دانا وہوشیار آدمی
اُن سے اتنا سمجھیگاکہ وحدت میں کثرت محال نہیں ہے
اوراس باعث خدا کی پاک ذات کی وحدانیت میں تثلیث کا
ممکن ہونا اُس کی فکر اور سمجھ سے نزدیک آئے گا اوراس
طرح سے اُس کا دل خلاف تعصب سے خالی ہوگا اورخدا کے
کلام کے معتقد ہوکر تثلیث کی تعلیم کو دل سے قبول کرے گا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس سے جو ہم نے اب تک
تثلیث کی تعلیم میں بیان اورثابت کیا معلوم ہوتا ہے کہ اس
تعلیم میں جیساکہ انجیل میں بیان ہوئی ہے طالب حق
کےلئے کچھ اشکال نہیں ہے بلکہ وہ تعلیم صرف اُس خیال
وگمان کی تفصیل اوربیان ہے جس کو آدمی خدا کی پاک ذات کی
بابت خوب فکرکرکے اورموجودات کی صفتوں پر متوجہ
ہوکے خود بخود قیاس میں لے آتا ہے اس سبب سے بت
پرستوں کے بعض مذہبوں کی تعلیمات میں بھی ایک طورپر
ذات الٰہیٰ کی تثلیث کا اشارہ ہوا ہے مثلاً اہل ہند جومذہب
برامہ کو مانتے ہیں ہرچندکہ بہت خداؤں کے قائل ہوتے
ہیں اوربتوں کو پوجتے ہیں پھر اُن اشاروں کے موافق جو اُن کی
قدیم کتابوں میں پائے جاتے ہیں خدائے واحد حقیقی سے
بھی واقف ہیں چنانچہ وید کے مضمون کے موافق جو اُن کے
مذہب کی کتابیں ہیں خدائے واحد نے اپنے تیئں تین صفت
پر عالم میں نمودارکیا پہلی صفت میں برامہ کے نام سے کہ
اصل اصول اورسب کا بانی ہے اوردوسری صفت میں ویشنو
کے نام سے جو سب چیزوں کا مبدل اورمخرب ہے جیساکہ
کتاب اپنشد سے جو وید کی چار کتابوں کا خلاصہ ہے معلوم
اورظاہر ہے اوراُسی کتاب میں ہندوؤں کی تثلیث کی بابت
اس طرح لکھا ہے کہ برامہ اورویشنو اورشیو وہی ذات واحد
ہے اوریہ پوچھنا بیوقوفی ہے کہ کون ان تینوں میں سے
جوایک ہیں بڑا اوراعلیٰ ہے اوریہ بات ظاہر او روشن ہے کہ
تعلیم مذکورہ جسے ہندو تریمورتی کہتے ہیں ذات الٰہیٰ کی
تثلیث کی تقلید ہے جس کا توریت میں اشارہ اورانجیل میں

صریح بیان ہوا ہے اوراس تعلیم کی خبر یا علی التواتر نوح
اورابراہیم اورموسیٰ وغیرہ سے اہل ہند کو پہنچی ہے یا اُن کے
اگلے حکما نے ذات الہیٰ کی بابت خوب سوچ کر دریافت کیا ہے
مگر پہلا قول غالب ہے" اورایسے ہی اہل تبت کے مذہب میں
جو سلطنت ہندوستان اورچین کے درمیان واقع ہے اوراہل
مصر کے قدیم مذہب میں بھی جو فرعون کے وقت میں
اوراُس کے پیچھے ہوا ہے ذات الہیٰ کی نسبت ثلاثه کا اشارہ ہے
چنانچه اُن کتابوں سے جو اُن مذہبوں کے بیان اورشرح کے
لئے تصنیف اورترقیم ہوئیں ظاہر ہوتا ہے اورقدیم زمانے
کے بعض حکما بھی خدا کی ذات کی بابت فکروغورکرکے اُس
ظن اورگمان کو پہنچے ہیں که خدا کی پاك ذات نسبت ثلاثه پر
مشتمل ہے اُن میں سے افلاطون جو اگلے زمانے کے مشہور
حکما میں سے ہے اورمسیح سے قریب چار سو برس اور
حضرت محمد سے ہزاربرس پہلے تھا خدائے واحد وقدیم اور
خالق آسمان اورزمین پر اعتقاد رکھتا تھا لیکن وہ اس خلاف
گمان میں پڑا که گویا ہیولیٰ خدا کی مانند قدیم ہے اورخدائے
تعالیٰ نے عالم کو عدم سے نہیں بلکه ہیولیٰ سے پیدا کیا ہے اور

اس لئے خدا کو نیکی کا اصل اورہیولیٰ کو بدی کا اصل جانتا تھا
اور ذات الہیٰ کے باب میں نسبت ثلاثه کا معتقد تھااس
عبارت سے که اُس نے خدا کی ذات کو ذات اورعقل کل اور
نفس کل پر مشتمل جان که ذات محض کو باپ اورعقل کل
کو علم ومعرفت الہی کہا ہے اورنفس کل کی نسبت اس کا
ایسا گمان تھاکه اس کی تاثیر اورعلاقے سے جوہیولیٰ کے
ساتھ رکھتا ہے عالم پیدا ہوا چنانچه یه باتیں خود اُس کی
کتاب سے جس کا طیمعوس نام ہے ظاہر ہے اورمعلوم ہوتی
ہیں اوربعض پچھلے حکما نے بھی تعلیم مذکورہ کو افلاطون کے
قول پر قبول کرکے اپنی کتابوں میں ثابت کیا ہے پر یه بات
معلوم نہیں که افلاطون نے یه قیاس اپنی عقل اوردقت کے
موافق کیا یا یہود کی ملت یا اہل ہند سے اُس کو پہنچا ہے۔
اوریونانی حکیموں کے سوا بعض محمدی حکما بھی اُس غوروفکر
کے سبب سے جو انہوں نے ذات الہیٰ کی بابت کیں خیال
وگمان کے اس مرتبے پر پہنچے ہیں که خدا کی ذات وحدت
محض نہیں ہے چنانچه خدا کی ذات کی وحدانیت میں کثرت
کے قایل ہوئے ہیں جس طرح که آئندہ باتوں سے جو اُن کی

کتابوں سے مستخرج ہوئیں ظاہر ہے مثلاً کاشانی اپنی کتاب
اصطلاحات میں ذات الہیٰ کی تفصیل کی بابت ایسا ذکرکرتا ہے
ہے کہ " التجلی الاول ہو التجلی الذاتی وہ التجلی الذات
وحدھا لذاتہا وہی الحضرتہ الاحدیتہ التی لانعمت فہا ورسم
الذات التی ہی الوجود الحق المحض وحدتہ عینہ لان
ماسویٰ الوجود من حیث ہو وجود لیس الالعدم المطلق
التجلی الثانی ہوالذی یظہرہ بہ اعیان الممکنات الثابتہ التی
ہی شیون الذات لذاتہ ہو التعین الاول بصفتہ العلامیتہ
القابلتیہ" یعنی پہلی تجلی ذات کی تجلی ہے جس میں ذات پر
بیان ہوتی ہے اوروہ تجلی حضرت الاحدیت ہے جس میں
نعمت اوررسم نہیں ہے کیونکہ ذات یعنی وجود حق محض
وحدت ہے اورجوکچھ کہ وجود کہ سوا ہے سونیستی اورعدم
مطلق ہے اوردوسری تجلی ذات کا وہ مرتبہ ہے جس میں
ممکنات ثابتہ کے اعیان ظاہرہوتے ہیں اوراس مرتبہ میں
شیون الذات یعنی وہ چیزیں جو ذات میں چھپی ہیں ذات پر
معلوم ہوتی ہیں اوریہ پہلا تعین ہے جو عالمیت اورقابلیت کی
صفت رکھتا ہے ۔ اورایسا ہی محمدی حکما میں سے ایک اورنے

عام فقہ کی اصطلاحوں کی کتاب میں اسی مطلب کے بیان
میں لکھا ہے کہ" التعین الاول یعنون بہ الوحدتہ التی انتشت
نہا الحدیتہ والوحدیتہ وہی الوحدتہ اول رتب الذات واول
اعتبارتہا وہی القابلیتہ الوالیٰ لکون نسبتہ باعتبار تمیزھا عن
الذات المتیاز النسبی لا الحقیقی فاما ان الوحدتہ ہی اول
التعینات للذا من جیتہ انہ لایصح ان یعقل وارہا الالغیب
والاعطلاق التعین الثانی ہورتب الذات وہی الربتہ تظہر فیہا
الاشیاء ظہورا وتمیزا علمیا ولہذا تسمی ھذہ الخصرتہ
حضرتہ المعانی وھذا التعین الثانی ہو صورتہ التعین الاول
وذالک لائہ لمار وجب انتفاء الکثرہ فی التعین الاول وکذا
التمیز اوالغیرتہ لکون التعین الاول ہو حقیقتہ الوحدتہ
الحقیقتہ النافیتہ جمیع ذالک مع انہا اعنی الوحدتہ لکونہا
متضمنتہ لنسب الوحیدتہ والاعتبار انہا التی الاتنا ہی
تعیذات ابدتیہا الزم من ذالک لن یکون التعین القابل الکثرتہ
التی ہی صورت ظلالت لاعتبارات المندرجتہ فی الوحدتہ
تعینا ثانیا لہا فذالک ہو العتین الثانی لا محالتہ فجمیع
الاسماء لایہتہ المنتی الاثیر والفعال وجمیع الشیون

الاعتبارات المندرجته فی الوحدته فجمله وحدانیته فانما
تصیر مفعله متمیزه فی هذا التعین الثانی الذی یسیمی بالمرتیته
الثانیته وتسمی هذه المرتبته بالمرتبه الالوهیته وبالنفس
الرحمانی وبعام المعانی وحضرت الارتسام وحضرت العلم
الازلی وبالحضرت العامیته وحقیقته الانسانیته الکمالیته
وبحضرته الامکان فکل ذالک انما هذا التجلی الثانی حسب
اعتبارات ثابیته فیه مع توحد عینه واما تسمیته بالمرتبته
الثانیه فلکونه صورته التعین الاول الذی ہو مرتبته الذات
الاقدس واما تسیمته بمرتبته الاهیته فذالک لما عرفته من
کون التجلی الکاین فی هذه المرتبته باسم الله ولا اله الله لوجه
جمعی العابدین الی هذه المرتبته المتحلی فہا کونہا مقصد هم
الذی تسکین الیه نفوسہم وتطمئین بہا قلوب" یعنی پہلا تعین
وہ وحدت ہے جس سے احدیت اورواحدیت صادرہوتی ہے
اوروحدت ذات کا پہلا مرتبہ واعتبارات ہے جو پہلی قابلیت
ہے کیونکہ ظہور اوربطون اوریہ اورواو کی نسبت اس مرتبہ
میں وقوع پاتی ہے اورپہلا تعین علمیت ذاتیہ کی نسبت سے
غرض ہے اس معنی سے کہ وہ علم نہ حقیقی بلکہ نسبی طورپر
ذات سے امتیاز پاتا ہے اوروہ وحدت ذات کی پہلی تعین ہے
جس کے اُس طرف سوائے غیب اوراطلاق کے فکر کے لئے
کچھ نہیں رہتا اوردوسرا تعین ذات کا وہ مرتبہ ہے جس میں
چیزیں ظہور او رتمیز پاتی ہے اس لئے وہ مرتبہ حضرت
المعانی کہلاتا ہے اوریہ دوسرا تعین پہلے تعین کی صورت ہے
کیونکہ پہلے تعین میں کثرت اورتمیز اورغیریت کی انتفاء ہم
پر واجب تھے اس لئے کہ وہ وجو د عین حقیقت ہے جو ان
سب کا نافی ہے ہرچند وحدانیت کی سب نسبتیں اوراُس کے
بے شماراعتبارات یعنی تعینات ابدیہ اُس میں متضمن ہیں
اوراسی سبب سے لازم ہے کہ تعین ہوئے تاکہ کثرت قبول
کرے اوریہ اُن اعتبارات کی ظلالات کی صورت ہے جو
وحدت میں مندرج ہیں اوریہی دوسرا تعین ہے جس میں
بیشک خدا کے سب نام اورتاثیر اورسارے فعل اورتمام
شیون اورسب اعتبارات وحدت میں مندرج ہیں خلاصہ
ساری وحدانیت اُس میں مفعول اورمتمیز دکھلائی دیتی ہے
اوریہ تعین دوسرا مرتبہ بھی کہلاتا ہے جس کا الوہیت کا
مرتبہ اورنفس رحمانی اورعالم معانی اورحضرت ارتسام

اورازلی علم اورحضرت عماییه اورحقیقی وکامل انسانیت
اورحضرت امکان بھی نام ہے اوریہ دوسری تجلی ان سب
ناموں کو اُن اعتبارات ثابته کے سبب سے رکھتی ہے
جوباوجود عین توحید کے اُس میں ہیں اوردوسرا مرتبه اس
لئے کہلاتا ہے که پہلے تعین کی صورت ہے جو خدا کی پاک ذات
کا مرتبه ہے اورالوہیت کا مرتبه بھی کہا گیا کیونکه جو کچھ که
دوسری تجلی کی ہستی سے پہچانا جاتا ہے اُس کا مظہر ہے اور
اُس میں الوہیت کے اُن سب ناموں کی اصل ہے جو اسم
الجامع الٰہی میں جمع ہیں اوراس مرتبے کی تجلی الله تعالیٰ کا نام
اورلا اله الا الله ہے جس پر سب عابد متوجه ہیں کیونکه وه
اُن کا مقصد ہے جس میں اُن کا نفس سکونت اور دل آرام
پاتا ہے" اورجیلانی نے بھی گلشن رازمحمودی کی تفسیر میں
ایسا کہا ہے که " ذات احدیه چون اقتضائے تعین اول کرد که
برزخ جامع است میان وجوب وامکان احدیه باعتبار این
شیون اسماء واحدیه والٰہیه شد وآن تعین اول را عقل کل
وقلم وروح اعظم می خوانند وتکثیراین اسماء باعتبار اختلاف
صفات است واعیان جمیع اشیاء ازغیب وشہادت که کونین

گفته اند بصورت این تعین اول بسبیل امتیاز درعلوم حق ثبوت
یافتنند وبدین تجلی نفس رحمانے ظہور یافت ونفس
رحمانے عبارت ازظہور حقیقت است بصورت ممکنات
واین تجلی است که افاضده وجود برجمیع موجودات فرموده
واول مرتبه که قبول این فیض نمود تعین اول است " یعنی
جب ذات احدیت نے پہلے تعین کا جو احدیث کے وجوب
اورامکان کے درمیان برزخ جامع ہے اراده کیا تب ان شیون
کے اعتبار سے اسماء واحدیه اورالٰہیه ہوئے اوراس پہلے تعین
کوعقل کل اورقلم اورروح اعظم بھی کہتے ہیں اوران ناموں کی
کثرت مختلف صفتوں کے سبب سے ہوئی ہے اوراس سے
پہلے تعین میں سب ظاہری اورباطنی چیزوں کی حقیقتوں نے
جن کو کونین کہتے ہیں امتیاز کی راه سے خدا کے علم میں ثبوت
پایا اوراس تجلی سے نفس رحمانے جو ممکنات کی صورت پر
حقیقت کے ظہور سے غرض ہے ظاہر ہوا اوراس تجلی نے
وجود کا فیض ساری موجودات پر پہنچایا اورپہلا مرتبه جس
نے اس فیض کو قبول کیا وہی پہلا تعین ہے" اورذات پر ذات
کے اسی بیان ہونے کی بابت جامی نے اپنی کتاب تحفته

الاحرار میں ایسا نظم کیا ہے" شاہد خلوت گه غیب ازنحست
بود پئی جلوه کمرکرده چست آئنده غیب نما پیش داشت
جلوه نمائی ہمه باخویش داشت " ناظر ومنظورہم اوبود وبس
" غیروی این عرصه نه پیمود کس " نطفه ء آبا بمیض جہات "
بود مصون ازرحم اُمہات " بود درین مہد فروبسته دم" طفل
موالیدبخواب عدم" گرچه ہمے دید باجمال ذات حسن
تفاصیل وشیون وصفات " خواست که درآئینه دگر" برنظر
خویش شود جلوه گر" یعنی 'غیب میں پہلے سے وه نورنظر، جلوه
نمائی په تھا باندھے کمر" غیب نما آئینه تھا روبرو"آپ ہی تھا
جلوه نماآپ کو" خودہی منظورتھا ناظروہی "اُس کے سوااور
نه تھا یہاں کوئی " نطفه آبا کی عدم میں تھی جا" ماکے رحم سے
وه رہے تھا جدا" طفل موالید تھایہاں بسته دم" اُسپه نہا اس
مہد میں خواب عدم" دیکھتا تھا گرچه باجمال ذات" حسن
تفاصیل وشیون وصفات " چاہا که اورآئینوں میں عکس دال
آپ یه روشن کرے اپناجمال" پس ان باتوں سے جو ہم نے اہل
اسلام حکما کی کتابوں سے نکالر لکھی ہیں صاف معلوم ہو
ظاہرہوتا ہے که محمدی حکما بھی خدا کی ذات کی وحدت میں

کثرت کے معتقد ہوکرنسبت ثلاثه کے قائل ہیں کیونکه اولا
مطلق اورمغیب ذات کو پہلی اوردوسری تجلی سے امتیاز دیتے
ہیں اوراقرارکرتے ہیں که فکروخیال اس مغیب ومطلق ذات
کو نہیں پہنچ سکتا چنانچه مصنف مذکورنے لکھا ہے که
وحدت کے اُس طرف فکر کےلئے کچھ نہیں رہتا مگرغیب اور
اطلاق ثانیه مغیب اورمطلق ذات سے پہلے تجلی یا تعین کو
جدا کرتے ہیں اس طورپر که اس تجلی میں ذات پات پرظاہر
ہوتی ہے اورعلم ذات سے امتیاز پاتا ہے جیساکه اسی مرتبے
کی بابت جامی کہتا ہے که خدا "آئنده غیب نما پیش داشت"
جلوه نمائی ہمه باخویش داشت" اورجیلانی کے قول کے
موافق پہلا تعین عقل کا کہلاتا ہے اوراس مرتبے میں ہرچند
کے ممکنات ثابته کی حقیقتیں علم میں متضمن ہیں لیکن اس
لئے که اس سے جدا نہیں ہوئیں کاشانی کہتا ہے که پہلی تجلی
کو حضرت الاحدیت کہتے ہیں ثالثا پہلی تجلی سے دوسری
تجلی تعین کو امتیازدیتے ہیں اس معنی سے که ذات کے اس
مرتبے میں ممکنات ثابته کے اعیان یعنی اُن چیزوں کی حقائق
اوراصول جو خدا کی ذات میں پوشیده ہیں ظاہر ہوتی اور

امتیاز پاتی ہیں مگر فقط خدا کے علم میں یعنی جب خدا نے اشیاء کے پیدا کرنے کی خواہش کی تب انہیں پہلے اپنے علم اور ارادے میں لایا اس لئے یہ تجلی ذات کے فعل اور ارادے کی قوت سے عرض ہے جیساکہ پہلی تجلی ذات کے علم یعنی علم ازلی سے مراد ہے پس ان باتوں کے موافق محمدی حکما نے بھی خدا کی پاک ذات کو ایک گونہ تثلیث کے ساتھ بیان کیا ہے کیونکہ ذات کو علم سے اور علم کو ارادے وفعل کی قوت سے امتیاز دیکہ اقرار کرتے ہیں کہ خدا صرف پہلی اور دوری تجلی کے مرتبے میں پہچانا جاتا ہے اور عابدوں کا دل فقط اُس تجلی کے وسیلے سے تسلی اور آرام پاتا ہے۔

پوشیدہ نہ رہے کہ ہم نے حکمائے مذکور کی باتیں اس لئے نہیں لکھیں کہ اُن سے ذات الٰہی کی تثلیث کی تعلیم جو انجیل میں بیان ہوئی ہے ثابت کریں یا گویا ہم اُن کی سب باتوں کو حق جانیں بلکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ حکما میں سے کوئی اپنی عقل کی رہنمائی سے خدا کی ذات کے بھید کو نہیں پہنچا ہے بلکہ اگر بڑا فاضل حکیم اپنی ساری عمر بڑی کوشش کرکے فکر کے دریا میں ڈوبا رہے تو بھی اُسے وہ طاقت نہ ہوگی کہ خدا کی ذات کے بھیدوں میں سے ایک کو بیان کرسکے کیونکہ خدا کی لایدرک ذات کی گہرائیاں فقط خدا ہی کو معلوم ہے آدمی صرف اتنا ہے جانتا اور ظاہر کرسکتا ہے جتنا اُس نے اپنے کلام میں بیان کیا ہے اور جو کچھ کہ خدائے تعالیٰ نے مقدس کتابوں میں اپنی ذات کی بابت بیان وظاہر کیا ہے سو البتہ سارے حکما کی عقل اور اُن کے سب خیالوں سے برتر وافضل ہے اور جیسے کہ سورج کی شعاع مشعل کی روشنی کی محتاج نہیں ہے ویسا ہی خدا کے کلام کی باتیں اور تعلیمیں حکما کے قول سے ثابت کرنے اور دلیل لانے کے کچھ محتاج نہیں ہیں اور ہم نے اُن حکما کی باتیں ان مقاموں میں صرف اس لئے مذکور کی ہیں کہ اُن سے معلوم ہوجائے کہ تثلیث کی تعلیم میں جیسا کہ وہ انجیل میں بیان ہوئی ہے کچھ بیہودہ گوئی اور بیوقوتی نہیں بلکل عقل صحیح اور باریک فکر سے ایسا مطابق وموافق ہے کہ فاضل حکما خدا کی ذات کی بابت غور ودقت کرکے اپنی عقل سے اس بھید پر گمان لیگئے اور وحدانیت کو ایک گونہ تثلیث کے ساتھ بیان کیا ہے مگر اتنی طاقت نہ رکھتے تھے کہ خود اپنی عقل سے خدا کی ذات کے اس

بھید کو درستی سے سمجھ کر تفصیل دیں اس لئے کہ وہ بھید جیسا کہ ذکر ہوا صرف خدا کے کلام سے بخوبی سمجھا جاتا ہے اوربس " غرض وہ نکتہ جو تثلیث کی تعلیم میں انسان کی عقل سے پوشیدہ اورسمجھ اوردریافت سے بالکل باہر ہے یہ ہی کہ انجیل کی سابق الذکر آیتوں کے موافق جیساباپ ویسا ہی بیٹا اورویسے ہی روح القدس کے ساتھ بھی کون اورعلم اور ارادہ وفعل کی قوت منسوب ہوئی ہے اس عبارت سے کہ جیساکہ صرف ایک ذات ہے ویسا ہی ایک علم اورایک ارادہ وفعل بھی ہے اس لئے خدا کی وحدانیت مقدس کتابوں میں بواضحی تمام بیان وعیان ہوئی ہے اوراس صورت میں کہ خدا کی ذات کی تثلیث اس عالی مضمون پر ہے جو مذکورہ ہوا پس خدا کی ذات پاک کی تثلیث اُن نسبت ثلاثہ سے جو انسان اور اور موجودات میں پائی جاتی ہیں نہایت برتر اوراعلیٰ ہے کیونکہ وہ نسبتیں مخلوقات میں ناقص اورناتمام ہیں اسلئے کہ خود مخلوقات کامل نہیں ہے لیکن وہ نسبت ثلاثہ جو خدائے کامل اورمطلق کی ذات میں ہی اُسی کی مانند کامل ہے" خلاصہ ہرچند تثلیث کی تعلیم اُس شخص پر جو مقدس

کتابوں کے مضمون سے واقف اورعالم علوی سے منورہوا ہو ایسی ظاہر ہے اورثابت ہی کہ اس کے دل میں کچھ شک وشبہ نہ رہے گا توبھی اس فانی جہان میں اُس کو کماہی دریافت نہیں کرسکتا کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مصلحت کے موافق ذات کے اس بھید کے کم وکیف کو اس عالم میں اپنے بندوں سے پوشیدہ رکھا ہے مگراُن لوگوں کو جو اس دنیا میں اُس کے کلام کے معتقد ہوکراُس کی بندگی کرتے ہیں اُس عالم میں اپنی معرفت کے کمال مرتبوں پرپہنچا کر اپنی ذوالجلال ذات کے بھید بخوبی اُن پر بیان اورظاہر کرے گا جیساکہ انجیل میں پہلے کرنتھیوں کے ۱۳باب کی ۱۰، ۱۲آیتوں میں لکھا ہے کہ" اب ہم آئینے سے دھندھلا سا دیکھتے ہیں پر اُس وقت روبرو دیکھینگے اس وقت میرا علم ناقص ہے پر اُس وقت میں اس طرح جانونگا جس طرح وہ مجھے جانتا ہے کیونکہ جب کمال حاصل ہوگا تب ناقص نیست ہوجائے گا۔

تیسری فصل

اس بات کے بیان میں کہ معرفتِ الہیٰ اورآدمی کی نجات تثلیث پر موقوف ہے

شاید تواے پڑھنے والے اُن مطالبوں کو جواب تک تثلیث کی تعلیم کے بیا ن اورثبوت کی بابت ہم نے اس کتاب میں ذکر اورثابت کئے ہیں پڑھ کر اپنے دل میں کہیگا کہ کیا ضروری ہے کہ میں خدا کی ذات کی تثلیث کا معتقد ہوں اوریا کیا نقصان ہوگا کہ جناب اقدس تعالیٰ کی ذات کو اس طرح یا اُس طرح سے تفصیل کرکے سمجھوں کیا یہ کافی نہیں ہے کہ اُسکے وجود کا قائل ہوکے اپنی عقل اورسمجھ کے موافق اُس کی بندگی کروں آہ کیا تو ان دونوں باتوں کو برابر جانتا ہے کہ خدا کو خواہ اُس طرح کہ اُس نے اپنے تئیں اپنے کلام میں بیان کیا ہے" فقط اپنے خیالوں اورفکروں کے موافق پہچان لے تحقیق جس نے خدا کو صرف اس طرح پہچانا کہ اُس کی ذات وصفات کی تصویر اپنے گمان کے موافق اپنے خیالوں کے کارخانے میں مصور کی ہے اُسنے حقیقی خدا کو نہیں بلکہ صرف اپنے خیالوں اورفکروں کی صورت کو پہچانا ہے اوراس لئے کہ وہ اس تصویر کو جو اپنی فکروں کے کارخانے میں کھینچی اوربنائی عبادت کرتا ہے پس باطنی بُت پرستی میں گرفتاراورحقیقی معبود کی بندگی سے برکنار ہے پر جو شخص کی حقیقی اورزندہ خدا کے پہچاننے کی خواہش اوراُس کی عبادت اوربندگی کا شوق رکھے چاہیے کہ اُس کو اُسی راہ سے پہچانے اوراُسی طرح اُس کی بندگی کرے جیسے اُس نے اپنے تئیں اپنے کلام میں بیان اورظاہر فرمایا ہے نہیں تو اُس شخص کے علم اورمعرفت سے اُس فیض وبرکت نہ پہنچیگی اوراُس کی بندگی خدا کی درگاہ میں قبول نہیں ہوگی" لیکن شاید تو اس حال میں اورسوال کرکے کہیگا کہ ذات الہیٰ کی تثلیث کے بیان سے آدمی کو کیا فائدہ پہنچیگا اوراُس سے کیا مطلب اورمدعا نکلیگا جواب یہ ہے کہ خدا نے اپنے تئیں اپنے کلام میں اُسی طریقے سے بیان فرمایا اورعارف وطالب حق کے دل کی تسلی کےلئے اتناہی جاننا کا ہے کیونکہ یہ اُس پر واضح اوریقین ہوگاکہ حاکم مطلق جو کچھ کرتا اوربیان فرماتااورحکم دیتا ہے عین حکمت کے موافق ہوگا اورہر چند کہ اُسکی حکمت کسی

آدمی پر ظاہر نہ ہوئی اوراگرچہ آدمی خدا کی ساری حکمت جو
تثلیث کی تعلیم میں مندرج ہے اس دنیا میں بالکل نہیں
سمجھ سکتا پھر اُس شخص پر جو مقدس کتابوں سے خبردار
اوراُن کے مطالبوں سے آگاہ ہواتنا ظاہر ہو جائے گا کہ تثلیث
کی تعلیم ایک ایسی عمدہ تعلیم ہے کہ خدا کی حقیقی معرفت
اورآدمی کی نجات بھی اُس پر منحصر ہے یہاں تک کہ جو کوئی
اُس کا معتقد نہ ہووہ نہ اس کو پہنچیگا نہ اُس کو جیسا کہ آئندہ
باتوں سے ظاہر اورثابت ہوگا۔

اولاً : اس سے پیشتر اشارہ ہواکہ خدا کی معرفت تثلیث
پر یہاں تک موقوف ہے کہ وہ اُس کے بدوں ممکن نہیں ہے
اورخود مسیح نے متی کے ۱۱باب کی ۲۷آیت میں اس کی بابت
ایسا بیان فرمایا ہے کہ " کوئی باپ کو نہیں جانتا مگر بیٹا اور وہ
جس پر بیٹا اُسے ظاہر کیا چاہتا" پھریوحنا کے ۱۴باب کی ۶آیت
میں کہا ہے کہ " راہ اورسچائی اورزندگی میں ہوں کوئی بغیر
میرے وسیلے باپ کے پاس آنہیں سکتا ہے" اورپہلے یوحنا کے
۲باب کی ۲۳آیت میں لکھا ہے کہ" جو کوئی بیٹے کا انکارکرتا ہے
سوباپ کو نہیں مانتا" اب اس جگہ ہم مطلب مذکورہ کو زیادہ
تر ظاہر اورثابت کرینگے اس سے پہلے ذکر اوربیان ہوا کہ انجیل
کی اُن آیتوں سے جن کے معنی تثلیث کے بیان اورثبوت پر
شامل ہیں سمجھا جاتاہے کہ ذات الہیٰ کی اُس مخصوصیت
کو انجیل میں بیٹا یعنی کلمہ ازلی اورحکمت ازلیہ کہلائی ہے
ذات کے علم سے اور ذات کی اُس مخصوصیت کو جو روح
القدس نام رکھی گئی ذات کے ارادہ وفعل کی قوت سے
منسوب کرسکتے ہیں اس حالت میں جو شخص اُس نسبت
ثلاثہ کا جو خدا کی ذات میں ہے اورانجیل میں باپ اوربیٹے
اورروح القدس کے نام سے بیان ہوئی انکار کرکے صرف
وحدت محض کا قائل ہواُس کو لازم ہے کہ اسی عقیدے کے
موافق خدا کے علم اورارادے کا بھی منکر ہو کیونکہ وحدت
محض انہیں قبول نہیں کرتی اورجو کوئی ذات کے علم وارادے
کا منکر ہو تو اُس کے خیالوں اورفکروں کے موافق خدا فقط
ایک ذات وقوت بے علم وارادہ اوربے رسم ونیت ہوگا پس
ایسا شخص وحدت الوجود کی خلاف تعلیم میں پڑیگا کیونکہ
اس عقیدے کے موافق خدا صرف قوت مطلق وقدیم ہے جو
عالم او رمخلوقات سے امتیاز نہ رکھے سب کا سب اورساری

چیزوں کا باطنی فاعل ہے اوراس کے بموجب بدی کا اصل
بھی وہی ہے اوراُس کا علم واراده خود اُسی کی ذات میں نہیں
بلکہ صرف انسان میں امتیاز پاکر ظاہر ہوتا ہے اورجو کوئی اس
باطل عقیدہ کو قبول کرکے ذات کے علم وارادے کا منکر ہوتو
اُس آدمی کا خدا بے علم اوراراده ہے ایسا خدا نہیں ہے جو نیکی
کو دوست رکھے اُس کا بدلا اوربدی سے عداوت کرکے اُس کی
سزا دے اورنیکی وبدی میں پھر فرق نہ رہے گا اس حالت میں
آدمی ایسے خدا سے کیونکر دعا ومناجات کرے یااُسے کس طرح
اپن پناہ اوراُمید گاہ بنائے بلکہ آدمی نہ تو ایسے خدا کودوست
رکھیگا اورنہ اس سے ڈریگا پس ایسا اعتقادآدمی کو برائی سے دور
اورنیکی کی طرف مائل نہ کرے گا اوراُس کے دل کو تسلی او
رآرادم نہ دے گا اورانسان کی حقیقی اورابدی نیک بختی بھی
نابود ہوجائے گی خلاصہ ایسا عقیدہ آدمی کے دل اورعقل
صحیح کے تقاضا سے بالکل برخلاف ہے جاننا چاہیے کہ جو
شخص وحدت محض کا قائل ہوکر ذات کے علم وارادے کا
انکارکرے وہ بالضروراپنی فکروں کے نتیجے کے موافق اُن فاسد
خیالوں میں پڑے گا اورجو شاید نہ پڑے تو فقط یہی سبب

ہے کہ ہنوزخوب فکر نہ کرکے اپنے خلاف خیالوں کے نتیجے
پرنہیں پہنچا اوراُن کا پھل نہیں کھایا ہے لیکن اس خواہش اور
تقاضا کے موافق جو خدا نے انسان کے دل اورعقل میں
ثابت کیا ہے لازم ہے کہ خدا عالم وحکیم اورشفیق ورحیم
اورعادل ومقدس خدا ہوتاکہ ہرچیز اورہربات سے خبردار
اوراپنی مخلوقات کا دوست ہوکر انسان کا محبوب
اورمطلوب ہوئے اورنیکی سے محبت اوربدی سے عداوت
رکھے اورعابد وعادل بندوں پر اپنی رضامندی شامل کرکے
انہیں حقیقی اورابدی نیک بختی کو پہنچائے اورگنہگار کوآپ
سے دورکرکے واجب سزا دے اورپھر آدمی کی عقل اوردل سے
ایسے خداکا محتاج اورطالب ہو جس کے ساتھ نزدیکی ڈھونڈ
کر دعا اورمناجات کرسکے اوراجابت ومدد اورنعمت وبرکت
اورآرام وراحت کی اُمید اس سے رکھ سکے لیکن جو شخص
وحدت محض کا قائل ہوکے ذات کے علم اورارادے کا انکار
کرتا ہے البتہ اُس نے ایسے خدا کونہیں پایا اورمعرفت اللہ سے
کچھ حصہ نہیں لیا ہے بلکہ صرف وہ شخص جو ذات کی
نسبت ثلاثہ کا معتقد ہوا اورخدا کی ذات کی تثلیث کو جیسا

کہ انجیل میں بیان ہوئی قبول کیا اورباپ اوربیٹے اورروح القدس پر ایمان لایا ہی فقط اُسی نے حقیقی اورزندہ خدا کو پایا اوراپنی اُمید اُس پر رکھکے اس سے نزدیکی ڈھونڈیگا اوردلی تسلی وآرام حاصل کرے گا۔

دوئم" خدا کا تقدس وعدالت اور اُس کی رحمت ومحبت کی پہچان اورآدمی کی نجات دونوں تثلیث کی تعلیم پر ایسی منحصرہیں کہ اگرآدمی اس تعلیم کا معتقد نہ ہوتو خدا کی اُن صفات سے جیسا کہ چاہیے کہ آگاہ نہ ہوگا اوراپنی نجات حاصل نہ کرے گا جاننا چاہیے کہ آدمی کو حقیقی نیک بختی پر پہنچنے اورنجات حاصل کرنے کےلئے یہ لازم ہے کہ خدا کو مقدس اورعادل اوررحیم اورشفیق جانے یعنی سمجھتا رہے کہ خدا اپنی پاکی اورعدالت کے سبب ہربدی سے کلی عداوت ونفرت رکھتا ہے ایسا کہ دل کی ناپاکی اورگناہ اورہرطرح کی بدی پر اپنا غضب بے شک نازل کرے گا اورگنہگاروں کو ہلاک کردے گا اوریہی بھی جانتا رہے کہ جیسے خدا کے تقدس کی ویسی ہی اُس کی محبت اور رحمت کی بھی انتہا نہیں ہے اوراسی سبب نہ آدمی کی ہلاکت بلکہ اُس کی نیک بختی ونجات کاطالب ہے اورجو کچھ اُس کی عدالت اور رحمت ومہربانی آدمی کے دل میں بھی بیان اور موجودات اور زمانے کی وضعوں سے بھی معلوم اورظاہر ہوتی ہے لیکن دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظالم وبدکار خوشی اور خرمی سے اور عادل اورپرہیزگار مشکل وحقارت سے اپنی زندگانی بسرکرتے ہیں پس جو شخص خدا کے کلام سے بے خبریا اُس کا منکرہوکر فقط عالم کے احوال پر نظرکرے وہ خداوند کی عدالت اوررحمت کی نسبت شک کرکے اس خلاف اورباطل فکرمیں پڑے گا کہ گویا کچھ فرق نہیں کہ آدمی نیکی کرے یا بدی پر رہے لیکن ازبس کہ مقدس اوررحیم خدا نے اپنے تئیں اپنے ازلی کلمے کے وسیلے سے یعنی مسیح کی وسیلے سے پیغمبروں پر بیان اور اُن کی معرفت بندوں کو اپنا کلام عنایت فرمایا جس میں اپنی صفات اورارادہ واحکام کو صاف صاف بیان ومسطورکیا ہے تواس صورت میں خدا کی عدالت اوررحمت ومحبت اُس کے کلام سے خوب ظاہر وآشکاراورآدمی اُسکے مضامین سے کلی یقین کے ساتھ معلوم کرتا ہے کہ گنہگار اورظالم کو خدا کبھی قبول نہ کرے گا اورجو اس عالم میں بدلا دینے میں دیرکرے تو

یقیناً اس عالم میں دے گا پر جو صرف وحدت محض کا قائل
ہوکے ذات کی تثلیث سے انکارکرے چاہیے کہ خدا کے الہام
اورکلام سے بھی انکارکرے کیونکہ محال ہے کہ ایسے خدا سے
جو بے علم وارادہ ہوکر صرف قدرت مطلق ہوکوئی وحی
والہام یا کلام واحکام دیا جائے اوروہ شخص اُن سب علم
الہیٰ سے بے بہرہ رہے گا جو کتب مقدسہ سے تحصیل ہوتے
اورنجات کے واسطے ضرورلازم ہیں" اورہرچند کہ خدا کا
تقدس وعدالت اورمحبت ورحمت اُس کےکلام سےظاہر
ہے پرمسیح کے وسیلے اوراُس کے دکھ اٹھانے اورمرنے سے
یہ صفات اورزیادہ بیان وظاہر ہوئی ہیں کیونکہ محبت اور
عدالت عمل سے زیادہ ظاہرہوتی ہے نہ کہ بات اورکلام سے
یعنی چونکہ سب آدمی گنہگار ہیں اورانسان اپنے دل کی ناپاکی
اورگناہ سے اپنے تئیں کسی طرح پاک نہیں کرسکتا اوروہ طاقت
نہیں رکھتا ہے کہ اپنے تئیں کسی راہ سے گناہ اورجہنم کے
عذاب سے چھڑادے اورخدا بھی اپنے تقدس اورپاکی کے سبب
ناپاک آدمی کو قبول نہیں کرسکتا اوراُس کو اپنی عدالت کے
تقاضا کے موافق گنہگاروں کو سزا دینا ضرور پڑتا پر اپنی
رحمت اورمحبت کے سبب یہ بھی نہیں چاہتا کہ آدمی لاچار
رہے کر ابدی ہلاکت میں داخل ہو۔ اس لئے اُس کی رحمت
اورمحبت کی کثرت سے ازلی کلمے نے اوتارلیا اورسیدنا مسیح
میں انسانیت کی صورت پر ظاہر ہوکے مسیح نے گنہگاروں
کی واجب سزاؤں کو اپنے اُوپر قبول کیا اوراپنے دکھ اورموت اور
قیام اور صعود کے سبب ایمانداروں کو گناہ اور دوزخ کے
عذاب سے چھڑا کر ابدی نجات اورہمیشہ کی نیک بختی اُن
کے لئے حاصل کی ہے اوراس سبب سے خدا کی رضامندی
ایمانداروں کے شامل حال ہوئی اوروہ خدا کے محبوب اور
روحانی بیٹے بن گئے اوراُس عالم کی نیک بختی اورجلال کے
وارث ہوئے ہیں اس لئے یحییٰ پیغمبر نے جب سیدنا مسیح
کو سارے عالم کا شفیع اوربچانے والا جانا تو اقرارکرکے کہا
کہ" دیکھو خدا کا برہ" (یعنی فدیہ) جو جہان کے گناہ اٹھا لے
جاتا ہے۔ جیساکہ باتیں یوحنا کے پہلے باب کی ۲۹آیت میں
لکھی ہیں اورپہلے یوحنا کے دوسرے باب کی دوسری آیت
میں ذکر ہے کہ " مسیح ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے فقط
ہمارے گناہوں کا نہیں بلکہ تمام دنیا کے" اورافسیوں کے

پہلے باب کی ۵، ٦، ۷ آیتوں میں لکھا ہے کہ " اُس نے پہلے سے ہماری بابت یوں مقرر کیاکہ ہم اُس کے نیک ارادے کے موافق سیدنا مسیح کے وسیلے اُس کے لے پالک ہوئیں تاکہ اُس کے فضل کے جلال کی تعریف ہوئے جس فضل سے اُس نے ہمیں اُس پیار میں قبولیت بخشی ہم اُس میں ہوکے خون کی بدولت چھٹکارا یعنی گناہوں کی معافی اُس کے نہایت فضل سے پاتے ہیں " اب اس حالت میں کہ خدا اپنی تقدیس اور بے انتہا عدالت کے تقاضا کے موافق نہ چاہتا اور فکر کرسکتا تھاکہ گناہ اورکسی طرح سے بخش دے اورآدمیوں کو اورکسی وسیلے سے ابدی ہلاکت اوربدبختی سے چھڑا کر اپنی رضامندی میں شامل اورابدی نجات کا وارث کرے مگر اس راہ سے کہ سیدنا مسیح جو گناہ سے پاک اورساری خلقت سے بہتر اورسب آسمانیوں سے برتر یعنی الوہیت کے مرتبے میں ہے بندوں کے گناہوں کے عذابوں کو برداشت کرکے اُن کی معافی کےلئے رنج اورصلیب کی موت اپنے اُوپر قبول کرے پس کیا ان نادر کاموں سے خدا کی بے نہایت تقدیس وعدالت اورگناہ سے اُس کی بیزاری ونفرت بالتمام معلوم وظاہر نہیں

ہوتی ہاں خدا کی پاکی اورعدالت اورگناہ کی برائی ۔ سیدنا مسیح کے دکھ اورموت سے ایمانداروں پر نہایت مرتبہ میں بیان اورظاہر ہوتی اوراُن کو گناہ اوربرائی سے جدا اوردورکرتی ہے اورجیسے کہ خدا کی تقدیس اورعدالت ویسی ہی اُس کی محبت اوررحمت بھی سیدنا مسیح میں نہایت مرتبہ پر بیان اورظاہر ہوئی ہے چنانچہ پہلے یوحنا کے ۴باب کی ۹آیت میں لکھا ہے کہ " خدا کی محبت جو ہم سے ہے اس سے ظاہر ہے ہوئی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا تاکہ ہم اُس کے سبب سے زندگی پائیں" اس حالت میں کہ کسی آدمی کو یہ طاقت نہ تھی کہ اپنے تئیں گناہ اوردوزخ سے چھڑائے اور خدا بھی اپنی عدالت کے سبب گناہ کو بے کفارہ اورفدیہ نہیں بخشتا ہے پس اپنی بے نہایت محبت سے اس نے اپنے ازلی بیٹے کو اُن کی خاطر جہان میں بھیجا اوراس نے سب گنہگاروں کا مواخذہ اپنے اُوپر قبول کیا تاکہ انسان خلاصی اورنجات پائے پس کیا اس امر میں خدا کی رحمت ومحبت ایسی ظاہر وآشکار نہیں ہوتی کہ ذکروبیان اوروہم وگمان سے باہر ہو ہاں جس شخص نے خدا کی رحمت اورمحبت کو جو سیدنا

مسیح میں بیان ہوئی ہے سمجھا اورقبول کیا ہو اُس کے دل پر
به یقین تمام ثابت ہوجائے گا که ہرچند میں گنہگار ہوں
توبھی عادل ورحیم خدا نے مجھ کو مسیح کی خاطر اورثواب
کے واسطے معاف کرکے اپنا محبوب کیا ہے اور وہ شخص
بخوبی جانے گا که خدا اپنی رحمت ومحبت کے سبب سے
جوکچھ که ہمیشه کی نجات اورنیك بختی کےلئے لازم ہے ہر
حال میں اورہر وقت عمل میں لائے گا اوراس عقیدے سے
اُس کے دل کو تسلی اوراُس کی اُمید خدا پر کامل ہوگی پس
ایماندار کہه سکتے ہیں که" اگر خدا ہماری طرف ہے تو کون
ہمارا مخالف ہوگا جس نے اپنے بیٹے ہی کو رکھ نه چھوڑا بلکه
ہم سب کےلئے سونپ دیا تو وہ اُس کے ساتھ سب چیزیں
بھی ہمیں کیونکر نه بخشیگا چنانچه یه باتیں رومیوں کے
۸ باب کی ۳۱، ۳۲ آیتوں میں لکھی ہیں اوروہ لوگ جنھوں نے
خدا کی محبت سیدنا مسیح میں فی الحقیقت دریافت کرکے
اپنے دل میں خوب سمجھا ہے ضرورخدا کو دل سے دوست
رکھ که خوشی سے اُس کے تابعدار اورحکم بردار ہونگے اورچونکه
اُس ایمان کے وسیلے سے جو سیدنا مسیح پر رکھتے ہیں خدا کی
محبت کو پہنچاتا ہے اوراُس کے ارادے اورحکموں کو پورا
کرنے کےلئے اُس کو قوت وقدرت عنایت کرکے تسلی اورآرام
اور حقیقی خوشی اُس کے دل کو بخشتا ہے لیکن جو شخص
خدا کی ذات کی تثلیث اورمسیح کی الوہیت کا منکر ہو وہ خدا
کی عدالت اورتقدس اوررحمت ومحبت سے جو سیدنا مسیح
کی معرفت بیان اورظاہر ہوئی بے خبر اوراُس نجات سے بے
نصیب رہے کر اپنے گناہوں کی سزا اورعذاب میں گرفتار ہوگا"۔

سوئم: ازبس که سب انسان گنہگار ہیں اورنه کوئی آدمی
نه کوئی نبی نه اپنے تیئں نه اوروں کو گناہ اوراُس کی سزا سے چھڑا
سکتا اور خدا بھی اپنے تقدس اور عدالت کے سبب به بدله
اوربه کفارہ معاف نہیں کرتا اور گناہ کا بدله وکفارہ صرف ایسے
شخص سے ادا ہوسکتا ہے جو به گناہ اورپاك اور کامل
اوربندگی کی مرتبه وشرط سے بھی باہر ہو تاکه اُس اوروں
کےلئے بندگی کرنے کی مجال ہو اوراُن کی کمی پوری کرکے اُن
کے لئے ثواب حاصل کرے کیونکه وہ جو خود بندہ ہے توبندگی
اُس پر لازم ہوئی پس وہ اوروں کی جگه بندگی وثواب حاصل
نہیں کرسکتا اورپھر چاہیے که پاکی اوربزرگی وجلال میں کمال

کے درجه پر ہو تاکه اُس کی بندگی وثواب اور سفارش کو یه
قدرت منزلت ہو که خدا کی عدالت وتقدس کے سامنے گناه
کے بدلے اورکفاره کےلئے قبول کی جائے لہذا ضرور ہے که
شفیع ونجات دینے والا کمال کی حد یعنی الوہیت کے مرتبه
میں ہو پس اگر مسیح الوہیت کے مرتبه میں نه ہوتا یعنی اگر
خدا کا بیٹا اورخدا نه ہوتا تو شفیع اورنجات دینے والا بھی نه
ہوسکتا لہذا ظاہر ہے که اگر خدا جسم میں ظاہر نه ہوتا اور
خدا کا بیٹا سیدنامسیح دنیا میں نه آتا اوراپنے دکھ اور موت
سے بندوں کےگناہوں کا کفاره ادا نه کرتا توالبته انسان کےلئے
ابد تک خلاصی اورنجات نه ہوتی لیکن اس حال میں که
مسیح جو بے گناه اورکامل اورالوہیت کے مرتبے میں تھا اُن
کے لئے فدیه اورکفاره ہوا تو جو کوئی اُس پر ایمان لائے
حقیقت میں خلاصی اورنجات پائے گا جیسا که دوسرے
کرنتھیوں کے ۵باب کی ۱۹آیت سے ۲۱آیت تک ذکر ہے که" خدا
نے مسیح میں ہوکر دنیا کو اپنے ساتھ یوں ملالیاکه اُس نے اُن
کی تقصیروں کواُن پر حساب نه کیا اورمیل کا کلام ہمیں سونپا
اس لئے ہم مسیح کے بدلے ایلچی ہیں گویا که خدا ہمارے
وسیلے سے منت کرتاہے سوہم مسیح کے بدلے التماس
کرتے ہیں که تم خدا سے میل کروکیونکه اُس نے اُس کو جو گناه
سے واقف نه تھا ہمارے بدلے گناه ٹھہرایا تاکه ہم اُس کے
سبب راستبازی الٰہی ٹھہریں" ان آیتوں کا مطلب یه ہے که
جو مسیح اپنی زحمتوں اور موت کے سبب گناه کا کفاره ہوا
تو خدا تعالیٰ ایمان لانے والے کو سزا نه دے گا بلکه مسیح کی
خاطر اورثواب کےلئے اُس کو بے گناه اورعادل اورپاک گن کر
اوراُس سے خوش ہوکے اپنی ساری نعمتیں اورمہربانیاں اُس
کے شامل حال کرتا ہے ایسا که ایماندروں نے اپنے نیک کاموں
سے خدا کی رضامندی اورحیات ابدی کو حاصل نہیں کیا بلکه
یه برکتیں صرف خدا کی بے انتہا مہربانی سے سیدنا مسیح کی
خاطر اُن کو ملی ہیں کیونکه محال ہے که گنہگار بنده اپنی
نجات آپ حاصل کرے جیسا که انہیں مطلبوں کی بابت
انجیل یعنی رومیوں کے ۴باب کی ۵آیت میں لکھا ہے که" وه
جو کام نہیں کرتا بلکه اُس پر جو گنہگار کو راستباز ٹھہراتا ہے
ایمان لاتا ہے اُسی کا ایمان راستبازی گنا جاتا" یعنی ایماندار
آدمی مسیح کی معرفت نجات پاک کے نیک کام خدا کی محبت

سے کرتا ہے نہ اس مطلب پر کہ گویا وہ گناہ کا کفارہ اورثواب کے باعث ہوں اوراسی خط کے ۳باب کی ۱۴آیت میں لکھا ہے کہ " وہ خدا کے فضل سے اُس مخلصی کے سبب جو مسیح سے ہے مفت راستباز گنے جاتے ہیں۔ اورپھر اسی مطلب کی بابت افسیوں کے دوسرے باب کی ۸، ۹آیتوں میں لکھا ہے کہ" تم فضل کےسبب ایمان لا کے بچ گئے ہو اوریہ تم سے نہیں خدا کی بخشش ہے یا اعمال کے سبب سے نہیں نہ ہو کہ کوئی بڑائی کرے" پس جو کوئی دل سے سیدنا مسیح پر ایمان لایا اوراُس کو بچانے والا اوریگانہ شفیع جانا اُس کے گناہ فقط اسی ایمان کے باعث بخشے جاتے ہیں اوراُس نے خدا کے غضب کی دہشت اورجہنم کے عذاب کے ڈر سے جس کےلئے پہلے اُس کا دل بےآرام اورخوفناک تھا خلاصی اور آرام پایا اوریقیناً جاناکہ خدا کی توفیق اورنعمت کے شامل ہو کے اُس کا محبوب ہوا ہے اوراس سبب سے اُس پر ظاہر ہے کہ جیسا مہربان باپ اپنے بیٹے پر متوجہ ہوتا ہے ویسا ہی اُس کا آسمانی باپ خدا اُس پر مہربان ہوگا اورسب چیزوں کوبلکہ دکھ اورآفتوں کو بھی اُس پر ایسا گذرانیگا کہ وہ اُن سے فائدہ اورنصیبہ پائے اورجیسے کہ بیٹے کی استدعا باپ کو ویسی یہ اُس کی دعا ومناجات خدا کو پسند آتی ہیں خلاصہ مسیح کی نجات کا مزہ چکھ کر نہایت خوش ہوتا ہے اوریقین جانتاہے ہے کہ مرنے کے بعد ابدی حیات اورجلال کو پہنچیگا پس جیسا کہ رومیوں کے ۵باب کی ۱،۲ آیتوں میں لکھا ہے ویسا ہے ایماندارلوگ کہہ سکتے ہیں کہ" جب ہم ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہرے توہم میں اورخدا میں ہمارے سیدنا مسیح کے وسیلے میل ہوا اوراُسی کے وسیلے سے ہم اُس فضل میں جس پر قائم ہیں ایمان کے سبب دخل پاتے اورخدا کے جلال کی اُمید پر گھمنڈ کرتے ہیں ۔ اوراُن کے حق میں گلتیوں کے ۳باب کی ۲۶آیت میں کہا گیا کہ" تم سب کے سب اُس ایمان کے سبب جو مسیح پر ہے خدا کے فرزند ہے۔ اوررومیوں کے ۸باب کی ۱۶، ۱۸ آیتوں میں لکھا ہے کہ " روح (یعنی روح القدس) ہماری روح کے ساتھ گواہی دیتاکہ ہم خدا کے فرزند ہیں اورجب فرزند ہوئے تو وارث بھی یعنی خدا کے وارث اورمیراث میں مسیح کے شریک بشرطے کہ ہم اُس کے ساتھ دکھ اٹھائیں تاکہ اُس کے ساتھ جلال پائیں"

اورخدا کے وارث کے لفظ سے یہ غرض ہے کہ ایماندارمسیح کے وسیلے سے اُس عالم میں خدا کا جلال اور نعمتیں اپنے مقدور کے موافق حاصل کرینگے اوراس سبب سے پولوس حواری نے رومیوں کے ۸باب کی ۱۸آیت میں لکھا ہے کہ" میری سمجھ میں اس وقت کے دکھ درد لائق نہیں کہ اُس جلال کے جوہم پر ظاہر ہونے والا ہے مقابل ہوں" اورپہلے کرنتھیوں کے ۲باب کی ۹آیت میں لکھا ہے کہ " خدا نے اپنے چاہنے والوں کےلئے وہ چیزیں تیارکیں جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اورنہ آدمی کے دل میں آئیں " اورسوا اس کے سیدنا مسیح کے وسیلے سے روح القدس ایمانداروں پر نازل ہوتاہے اوراُس کے وسیلے سے خدا کی محبت اُن کے دلوں میں ٹھہرتی ہے چنانچہ ططس کے ۳باب کی۶آیت اور رومیوں کے ۵باب کی ۵آیت میں اوراُسی خط کے ۸باب کی پہلی سے ۱۶آیت تک اس مضمون کا اشارہ ہوا ہے اوریہی روح القدس ایمانداروں کو ہر نیکی کےلئے حرکت اورہر اچھے کام کے واسطے قوت بخشتا ہے اوراُس کے پھل جو ایمانداروں میں ظاہر ہوتے ہیں گلتیوں کے ۵باب کی ۲۲آیت سے واضح ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ " روح کاپھل جو ہے سومحبت خوشی سلامتی صبر خیر خواہی نیکی ایمانداری فروتنی پرہیزگاری ہے" اورخدا کا فضل جو روح القدس کے وسیلے سے اُن کو عطا ہوا انہیں بُرے کاموں سے بازرکھکے نیک کاموں کا مائل کرتا ہے چنانچہ یہ ططس کے دوسرے باب کی ۱۱و۱۲آیتوں میں لکھا ہے کہ" خدا کا فضل جس سے نجات ہے سارے آدمیوں پر ظاہر ہوا وہ ہمیں سکھلاتا ہے کہ بے دینی اوردنیا کی بُری خواہشوں سے انکارکرکے اس جہان میاں ہوشیاری او رراستی اوردینداری سے زندگانی گذارنیں خلاصہ تثلیث کی تعلیم اور مسیح کے ظہور سے تقدس وعدالت او ررحمت ومحبت الہیٰ بحد امکان بیان وعیان اورآدمی کی نجات بھی ظاہر ونمایان ہوئی ہے لہذا ظاہر ہے کہ تثلیث کی تعلیم خدا کی بزرگی وشان سے بالکل لائق ومطابق اورآدمی کی نیک بختی ونجات سے مناسب وموافق ہے"۔

فی الجملہ ان باتوں سے جواب تک اس فصل میں ہم نے ذکر کی ہیں خوب ظاہر ہواکہ تثلیث کی تعلیم جو انجیل میں باپ اوربیٹے اورروح القدس کے نام سے بیان ہوئی ایسی

عمدہ تعلیم ہے کہ معرفت اللہ اور نجات دونوں اُسی پر
منحصر ہیں یہاں تک کہ وہ صرف وہی شخص جو دل سے اُس
پر ایمان لاتا ہے خدا کی معرفت اوراپنے گناہوں کی بخشش اور
خدا کی رضامندی اورابدی نجات حاصل کرسکتا ہے پر جو
کوئی تثلیث کا انکارکرے اورمسیح کی الوہیت کا منکر ہو اُس
نے خدا کو بھی نہیں پہچانا اوراُس کی عدالت وتقدس
اورمحبت ورحمت سے علم لازم حاصل نہیں کیا اور حقیقی
معرفت کو نہیں پہنچا اوراُس نے ایک ایسا شفیع بھی نہیں پایا
ج واُس کو گناہ وجہنم سے چھڑائے اورنجات وحیات ابدی کو
پہنچائے چنانچہ پہلے یوحنا کے ۲باب کی ۲۳آیت میں لکھا ہے
کہ " جو کوئی بیٹے کا انکارکرتا ہے سوباپ کو نہیں مانتا" اوریوحنا
کے ۳باب کی ۳۶آیت میں ذکر ہے کہ " جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے
ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اورجو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات
کو نہ دیکھے گا بلکہ خدا کا قہر اُس پر رہتا ہے " پس خدا جس نے
انجیل کی آیتوں کے موافق اپنے تئیں سیدنا مسیح کے وسیلے
سے ظاہر اوراپنی عدالت ورحمت نہایت مرتبے پر بیان
فرمائی اورج واپنی مشیت کے مطابق نہیں چاہتا کہ انسانوں
میں سے ایک بھی ہلاک ہو بلکہ جس کا ازلی ارادہ یہ ہے کہ
سب اُس کو پہچان کر نجات پائیں چنانچہ پہلے تیمتھیس کے
۲باب کی ۴آیت میں لکھا ہے کہ " خدا چاہتا ہے کہ سارے
آدمی نجات پائیں اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں " اور
دوسرے پطرس کے ۳باب کی ۹آیت میں لکھا ہے کہ " خدا
کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ چاہتا ہے کہ سب توبہ کریں"
سو وہ خدا تجھ پڑھنے والے کو روح القدس کے وسیلے اپنی
ہدایات کے نور سے منوراوراس کتاب کی لکھی ہوئی باتوں کو
تیرے خاطر نشان کرکے تجھ پر بھی ظاہر اورروشن کرے کہ
تو صرف خدا کی اُس معرفت کے سبب جو انجیل مقدس سے
تحصیل کی جاتی ہیں اورفقط سیدنا مسیح پر ایمان لانے سے
نجات ونیک بختی حقیقی اورحیات ابدی پاسکتا ہے اور
مصنف کی دعا تیرے حق میں خدا سے یہی ہے وہ اپنی بے
انتہا عنایت سے اُس ایمان اورنجات کے حاصل کرنے میں
تیری مدد کرے اوراپنی مہربانی اوررحمت سے ایمان ونجات
تجھ کو بخشے اوراس رسالے کی تصنیف سے مصنف کی یہی
مراد ہے کہ خدا کے فضل سے اُس نجات کی تحصیل میں

تیری رہنمائی اورمدد کرے تاکہ توبھی اُس خدا کا شکر گذار بندہ بنے جس نے اپنی بے نہایت مہربانی اورلاانتہا رحمت سیدنا مسیح کے وسیلے سے بیان اورظاہر کرکے ابدی نجات سارے بندوں کے لئے موجود فرمائی ہے جس کے مقدس نام کو ابدالاباد جلال ہوجیو" آمین۔

فہرست

دیباچہ

دوسری فصل

تیسری فصل

اس بات کے بیان میں کہ مسیح کی الوہیت توریت کی آیتوں سے بھی ظاہر ہوتی ہے

دوسرا باب

تعلیم تثلیث کے بیان وتفصیل میں

پہلی فصل

تعلیم تثلیث کتب مقدسہ کی آیتوں سے ثابت ہونے کے بیان میں

دوسری فصل

چند باتیں تثلیث کی تفصیل میں

بیٹے اورروح القدس کے ساتھ بھی منسوب ہے اور ہرایک خدائے واحد ہے اوربس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔٦٦تا ٦٨

تیسری فصل

اس بات کے بیان میں کہ معرفت اللہ اورنجات تعلیم تثلیث پر موقوف ہے

آدمی کو اختیار نہیں ہے کہ خدا کو اپنی عقل وخیال کے موافق بیان کرے بلکہ یہ لازم ہے کہ خدا کی ذات کو اُس طریق سے پہچانے جیسے اُس نے اپنے کلام میں بیان کی ہے ۔۔۔٦٨تا ٧٠

جو کوئی تعلیم تثلیث کا انکار کرکے بیٹے اورروح القدس کا منکر ہو اُسے لازم ہے کہ وحدت محض کا معتقد ہو اورذات الہیٰ میں علم وارادہ اورقوت فعل کے ہونے کا بھی انکار کرے اور وحدت الوجود کی خلاف تعلیم کا قائل ہوجائے جو حقیقی معرفت کے برخلاف ہے۔۔۔۔۔۔٧٠تا ٧١

خدا کی عدالت وتقدس اوررحمت ومحبت صرف سیدنا مسیح میں بخوبی بیان ہوئی اوراُسی میں درست درست سمجھی جاتی ہے اورنجات کےلئے ان باتوں کا جاننا ضروری ہے۔۔۔۔٧٢تا ٧٦

مسیح اپنی الوہیت کی راہ سے کفارہ اورشافی ہے پس جو کوئی اُس کی الوہیت کا منکر ہوگا وہ شفاعت ونجات سے بھی بے نصیب رہے گا۔۔۔۔۔۔۔٧٦تا ٨١